غلام احمد قادیانی

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

نمبر ۸۲۵ رجسٹرڈ ایل

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

اخبار ہفتہ میں دو بار

فی پرچہ ایک آنہ

الفضل

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴ | نمبر ۱۵
مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۰ صفر ۱۳۴۵ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح ... صا
اخبار احمدیہ۔ نظم درشان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صا
ہندو مسلم اتحاد اور انگریز .. .. .. صا
وحی الٰہی کی بارش سے فائدہ اٹھانے کا طریق .. .. صا
ہندوؤں کی جدوجہد اچھوت کے متعلق .. .. .. ؍؍
بیوہ کی شادی کے نقصان .. .. ؍؍
زمیندار کے افکار و حوادث پر نظر .. .. صا
مسیح موعود کا زمانہ بعثت .. .. صا
ویدک دہرم میں طلاق کا جواز .. .. .. صا
فہرست نو مبایعین .. .. صا
اشتہارات .. .. صا تا ا
ممالک غیر کی خبریں .. .. صا
ہندوستان کی خبریں .. .. ؍؍

مدینۃ المسیح

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب شملہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں ؂

چودہری نصر اللہ خان صاحب ناظر اعلیٰ بوجہ علالت و دیگر کارہائے متعلقہ الیکشن ڈسکہ تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی جگہ جناب ذو الفقار علی خان صاحب نائب ناظر اعلیٰ بحیثیت قائم مقام ناظر اعلیٰ کام کر رہے ہیں ؂

میاں عبد الغفار ابن ماسٹر مولا بخش صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ ایک عرصہ کی علالت کے بعد فوت ہو گیا۔ مرحوم ڈاکٹری میں تعلیم پاتا تھا۔ بہت سعید اور نیک نوجوان تھا۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے ؂

دوسرے تیسرے روز کچھ نہ کچھ بارش ہو جاتی ہے جس سے اس موسم کے فصلوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے موسم خوشگوار ہے۔ گو بعض اوقات حبس ہو جاتا ہے ؂

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا پتہ

جو احباب کرام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھنا چاہیں۔ وہ تا اطلاع ثانی حسب ذیل پتہ پر لکھا کریں:۔

"پورٹ لینڈ ہال۔ ڈلہوزی۔ ضلع گورداسپور"

قادیان کے پتہ پر خط لکھنے سے حضور کو دیر سے خط پہنچتا ہے اس لئے براہ راست مندرجہ بالا پتہ پر لکھنا چاہیئے ؂

ضروری اعلان

تمام جماعت ہائے احمدیہ کو بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ چندہ کے متعلق تمام منی آرڈرز۔ بیمہ جات۔ رجسٹریاں وغیرہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے پتہ پر آنی چاہیئیں۔ کسی کا نام نہ لکھا جائے ؂

ذو الفقار علی خان۔ قائم مقام ناظر اعلیٰ۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

تمام بڑے بڑے شہروں میں الفضل کی ایجنسیاں ہوں

ناظرین کرام! آپ کی خدمت میں الفضل کے لیڈنگ آرٹیکل مطبوعہ ۲۳ جولائی میں یہ بالتفصیل عرض کی گئی تھی۔ کہ الفضل کی توسیع اشاعت کی طرف پوری توجہ دی جائے۔ کیونکہ اس کے خریدار روز بروز کم ہو رہے ہیں۔ جب وی پی کئے جاتے ہیں۔ ایک تہائی اخباری واپس آتے ہیں۔ اس اپیل کے تسلی بخش جواب کا ابھی تک انتظار ہے امید ہے۔ احباب کرام توجہ فرمائینگے۔

زمیندار طبقے میں بہت سے متمول لوگ ہیں مگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کونسا پڑھ سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ پڑھا کر سن سکتے ہیں۔ اور ان کا فرض ہے کہ اپنی جماعت کے آرگن کے خریدار بنیں۔

دوم۔ اکثر لوگ پرچہ مانگ تانگ کر پڑھ لیتے ہیں۔ اور نہیں خریدتے۔ حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ارشاد کیا تھا۔ کہ یہ طریق ٹھیک نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ اس بارہ خاص میں اصحاب قادیان سے مجھے بہت شکایت ہے کہ ان میں سے کثیر حصہ [illegible] دفاتر متعلقہ کے نام سے مفت پرچہ [illegible] پڑھ لیتے ہیں یا پھر مینیجر کی خوش اخلاقی کا پرچہ امتحان یہی قرار دے رکھا ہے کہ وہاں آکر اخبار پڑھ لیں۔ بلکہ لے بھی جائیں۔

سوم۔ بڑے بڑے شہروں میں اس کی فروخت کے لئے ایجنسیاں کھلوا دینی چاہئیں۔ جس کے لئے خط و کتابت سے ہمارے ساتھ تصفیہ کر لیا جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ بڑے بڑے شہروں کے احباب اس طرف توجہ خاص دیکر مشکور و ممنون فرمائینگے۔ مینیجر الفضل قادیان

دورہ ضلع سیالکوٹ و جموں کے متعلق ضروری اعلان

اس دورہ کے متعلق فیصلہ ہے۔ کہ آخر اکتوبر تک ختم کر دیا جائے۔ اس لئے مبلغین کرام اعلان شدہ دیہات میں علیحدہ علیحدہ جلسہ نہیں کرینگے۔ بلکہ مناسب حلقے بنا کر اور کئی دیہات کو ایک جگہ جمع کر کے کام کیا جائیگا یہ امر تبلیغی اغراض کے لئے بھی مفید ہے۔ اس لئے دوستوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ مبلغین کے آنے سے پہلے مناسب حلقہ جات بنالیں۔ اور اگر دفتر کو اطلاع دیں تو بہتر ہوگا

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

وفد نمبر ا کے متعلق ضروری اعلان

وفد نمبر ا جس میں خاکسار اور مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل مجاہد ہیں۔ انشاء اللہ یکم ستمبر کو قادیان سے روانہ ہو گا۔ اور مقررہ تاریخوں پر پروگرام کے مطابق ہر جگہ پہنچیگا۔ احباب سے التماس ہے کہ اپنے جلسوں کا پروگرام تعین اوقات و مضامین مقرر کر کے فوراً مرکز کو اطلاع دیں۔ اگر کوئی انجمن جلسہ نہ کر سکے۔ یا مقام جلسہ کو ایک مقام سے دوسری جگہ تبدیل کرنا مناسب سمجھیں۔ تو براہ کرم بلا تاخیر لکھ دیں۔ اوڑیسہ کو ایک ہفتہ اور برما کو بھی ایک ہفتہ دیا گیا ہے۔ جماعت ہائے اوڑیسہ کو اختیار ہے کہ وہ اس وقت کو جس طرح چاہیں۔ باہمی تقسیم کر لیں۔ اور ایسا ہی برما کی جماعتیں کر سکتی ہیں۔ وفد کے ہمراہ میجک لینٹرن بھی ہوگی اور میں انگریزی میں بھی تقریریں کروں گا۔ پروگرام میں انگریزی تقریر کا وقت رکھا جا سکتا ہے۔ لینٹرن لیکچرس کے لئے کھلی ہوا میں لیکچر کا انتظام صرف اندھیری راتوں میں ہو سکیگا۔ دوسرے ایام میں ہال مناسب ہو گا۔ دوست ایسا انتظام کریں۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ ہماری اسلامی خدمات کو دیکھ سکے۔ اور پیغام حق سن سکے۔

عبدالرحیم نیر۔ نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نظم

شان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(از حکیم محمد نواب خان صاحب۔ رائے کوٹ)

اسی کی اطاعت میں ہے اب ولایت
وہ ہے خاتمِ اولیا بن کے آیا

وہ جس سے ملے دین و دنیا کی دولت
بروزِ شہِ دوسرا بن کے آیا

عیاں اس کے بشرہ پہ نورِ الٰہی
وہ ظلِ رسولِ خدا بن کے آیا

غریبوں کا ماوا امیروں کا ملجا
وہ اُمت کا فرمانروا بن کے آیا

لیے سینے سے سوختہ دل جو اس نے
عجب شان کا دلربا بن کے آیا

ہر اک دستِ دشمن کو اس نے پکارا
وہ خوانِ کرم کی صلا بن کے آیا

ہوا نام جب ضعفِ ایماں کا شکوہ
تو وہ اس مرض کی دوا بن کے آیا

کیے جاری علمِ الٰہی کے دریا
زمیں پر وہ ابرِ سخا بن کے آیا

سمجھنا تھا قرآں کا جن کو مشکل
وہ اُن کا ہے مشکل کشا بن کے آیا

کھلی آنکھ صد حیف ان کے سوتے ہوؤں کی
وہ مرغِ سحر کی صدا بن کے آیا

فراموش کارانِ عہدِ ازل کو
وہ آوازِ قالوا بلیٰ بن کے آیا

نہیں کرتی تھی اک ذرا بھی جنبش
وہ گویا کہ صوت السما بن کے آیا

ہوئی ضرب سے اس کی کسرِ صلیب
وہ توحید کا ہے عصا بن کے آیا

ہر اک فرقہ کو اس نے صورت دکھائی
وہ آئینۂ حق نما بن کے آیا

کرشن اور مسیح اور مہدی غرض وہ
ہر اک قوم کا پیشوا بن کے آیا

اعلان نکاح

مرزا نذیر بیگ صاحب ولد مرزا امیر بیگ صاحب کلرک نہر جہلم کا نکاح ۲۵ جولائی ۱۹۲۶ء کو خان صاحب یعقوب خان صاحب کی دختر امۃ اللہ سے بمقابلہ ایک ہزار روپیہ حق مہر پڑھا گیا۔

(۲) قریشی عبداللطیف صاحب سب پلیڈر برادر خورد قریشی عبدالمجید صاحب سب انسپکٹر پولیس کا نکاح بارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ مسماۃ رشیدہ بیگم دختر مرزا غلام اللہ صاحب مرحوم سے بولایت مرزا سلام اللہ صاحب بمقابلہ مہر ۵۰۰ روپیہ مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۲ اگست ۱۹۲۶ء کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ خاکسار فضل الٰہی عفا اللہ عنہ۔

رائے کوٹ میں لیکچر

حافظ جمال احمد صاحب مبلغ نے ۳۰ جولائی ۱۹۲۶ء بروز جمعہ تبلیغ کے مضمون پر دلچسپ خطبہ سنایا۔ دوسرے روز محاسن و فضائل اسلام پر لیکچر دیا۔ مجمع چار پانچ سو کا تھا۔ سامعین نے بہت توجہ اور شوق سے لیکچر سنا۔ عصر کی نماز کے وقت وقفہ کے بعد پھر بقیہ مضمون سنایا گیا۔ دوسرے روز اسی وقت حکیم عبدالغفور خان صاحب پریزیڈنٹ جماعت ہذا کے مکان پر مستورات کے لئے وعظ کیا۔

خاکسار۔ محمد حسن خان سیکرٹری جماعت احمدیہ رائیکوٹ

ضرورت امام

دکن میں ایک مسجد کے واسطے ایک امام کی ضرورت ہے۔ جو دینیات سے بخوبی واقف ہوں۔ اور قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھتے ہوں۔ تنخواہ مبلغ چالیس روپیہ ماہوار۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۲۰ر اگست ۱۹۳۶ء

ہندو مسلم اتحاد اور انگریز

ہندو مسلم اتحاد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ تجاویز جو "الفضل" کے گذشتہ پرچوں میں تفصیل کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔ جن اخبارات نے موافقانہ یا مخالفانہ نکتہ چینی کی ہے۔ ان میں سے ایک معاصر "تنظیم" بھی ہے۔ جس نے صرف اس ایک تجویز پر رائے زنی کی ہے کہ انگریزوں کو بھی ہندوستان کا ایک جزو سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ جب تک انگریزی حکومت میں طاقت ہے۔ وہ کوئی ایسا اتحاد قائم نہیں ہونے دیگی۔ جس کی غرض اس کی تخریب ہو۔ چنانچہ معاصر موصوف اس کے متعلق استفہامیہ رنگ میں لکھتا ہے:۔

"کیا گورنمنٹ انگریزی اور غلامی دو مترادف الفاظ نہیں ہیں۔ کیا میل اور گرد و غبار یا خون اور نجاست کے دھبے کسی کپڑے کا جزو بدن ہو سکتے ہیں۔ کیا تپ دق طاعون اور دوسری امراض کسی مریض کی صحت جسمانی کا جزو قرار پا سکتی ہیں۔ اگر گورنمنٹ انگریزی ہمارے ملک کے اجزائے اصلیہ میں داخل ہے۔ اگر اتحاد قومی سے مقصود غیر ملکی مقاصد کی خلاف ورزی اور غلامی کی بیخ کنی نہیں ہے۔ اگر قومی اتحاد میں بھی گورنمنٹ کی رضاجوئی ایک ضروری شرط ہے۔ تو آخر ایسے قومی اتحاد سے حاصل کیا۔ قومی اتحاد کی عزت تو صرف اس لئے ہے۔ کہ وہ قومی آزادی کے حصول کا ذریعہ ہو۔ لیکن جب قومی اتحاد کی بنا ہی قبول غلامی اور رضاجوئی حکومت پر ہے۔ تو پھر ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے اتحاد کے حصول سے ہندوستان کو حاصل کیا ہو گا؟"

معاصر موصوف کو اختیار ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کو جو چاہے قرار دے۔ اور جس قدر درشت اور تلخ الفاظ اسے مل سکیں استعمال کرے۔ لیکن اس میں ایک لمحہ کے لئے بھی کسی عقل و دانش رکھنے والے انسان کو کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ جب تک انگریزی حکومت ہندوستان میں قائم ہے۔ اس وقت تک ہندو مسلمانوں کا کوئی ایسا اتحاد کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس کی غرض انگریزی حکومت کو مٹانا ہو۔ اگر معاصر "تنظیم" کو یہ بات ہمارے الفاظ میں سمجھ نہ آئے۔ تو اخبار "زمیندار" (۳۰ر جولائی) کی حسب ذیل سطور ملاحظہ کرے۔ جو "ہندوؤں مسلمانوں کے تعلقات" کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"انگریزوں کی حس انسانیت صحیح ہو یا سقیم۔ وہ موجودہ فسادات پر خوش ہوں یا ناراض۔ ہمیں ان امور کو سردست معرض بحث میں لانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن وائسرائے یا سر عبدالرحیم محبان وطن کو یہ یقین دلانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کہ انگریز۔ ہندوؤں مسلمانوں اور ہندوستان کی دوسری قوموں کے محکم اتحاد و اتفاق کے دل سے حامی ہیں۔ اس لئے کہ ایسا اتحاد و اتفاق تو خود ان کے علی الاطلاق اقتدار و تسلط کے لئے موت کا پیغام ہے۔ اور کوئی شخص انگریزوں کو اتنا حواس باختہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے تسلط و اقتدار کی جڑھ کاٹنے کے درپے ہونگے۔"

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب ایک طرف اس بات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ کہ ہندو مسلم اتحاد کی غرض ہندوستان سے انگریزوں کے تسلط اور اقتدار کی جڑھ کاٹنا ہے۔ اور دوسری طرف یہ اقرار کیا جاتا ہے۔ کہ انگریز اتنے حواس باختہ نہیں ہیں کہ ہندو مسلمانوں کے ایسے اتحاد کو قائم ہونے دیں۔ تو پھر کیا ممکن ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں میں اتحاد قائم ہو سکے۔ اتحاد تو بڑی بات ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں یہ بھی ممکن نہیں۔ کہ ہندو مسلمان امن و چین کی زندگی بسر کر سکیں۔ اسوقت ہندوستان کے طول و عرض میں کیا ہو رہا ہے کیا ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی جو حالت اسوقت ہے۔ وہ گذشتہ زمانہ کی تمام حالتوں سے بدتر نہیں ہے۔ یقیناً ہے۔ مگر کیوں؟ اس لئے کہ سنہ ۱۹۲۰ء اور سنہ ۱۹۲۱ء میں ہندو مسلمانوں نے اس قسم کا اتحاد کیا تھا۔ جس کی غرض انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دینا تھی۔ اگر ان کی یہ نیت اور یہ ارادہ نہ ہوتا تو آج ان کے تعلقات کی بھی یہ حالت نہ ہوتی۔ کیا کوئی سمجھدار انسان یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہندو مسلمان انگریزوں کو یک بینی و دو گوش ہندوستان سے نکال دینے کی سعی اور کوشش کریں۔ اس کے لئے سامان کریں۔ اس کی خاطر اپنے اختلافات اور شکر رنجیوں کو چھوڑ دیں۔ لیکن انگریز ان کے مقابلہ میں کچھ نہ کرینگے۔ اگر نہیں۔ تو پھر اس قسم کے اتحاد کی کوشش تو الگ رہی آرزو کرنا بھی سخت نادانی ہے۔ لیکن حیرت ہے، سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہوئے پھر وہی کہا جاتا ہے۔ جس میں سخت ناکامی ذلت اور رسوائی ہو چکی ہے۔

ہم پوچھتے ہیں۔ اگر ہندوؤں کو مسلمانوں سے اتحاد پیدا کرنے کی اس لئے ضرورت ہے۔ کہ مسلمان ہندوستان کی مٹی ہوئی سطوت و شوکت کی عبرت انگیز اور سبق آموز یادگار ہیں اور بڑے زور کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ جب تک ہندو اور مسلمان مل نہ جائیں۔ اسوقت تک کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو پھر انگریزوں کے ساتھ کیوں اتحاد کی ضرورت نہیں جو کہ اسوقت ہندوستان پر حکمران ہیں۔ اور جن کے ہندو مسلمان ہر رنگ میں محتاج ہیں۔

گورنمنٹ انگریزی کو قومی اتحاد میں شامل کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہندوستانیوں اور انگریزوں کے محکومانہ اور حاکمانہ تعلقات اسی قسم کے ہی رہیں جس قسم کے اس وقت ہیں۔ اور نہ ہی گورنمنٹ انگریزی یہ کہتی ہے۔ کہ وہ ہندوستانیوں کو ہمیشہ اسی حالت میں رکھنے کی آرزومند ہے بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ جوں جوں تربیت ہوتی جائے۔ اہل ہند کو امور سلطنت میں زیادہ دخل حاصل ہوتا جائے۔ ایسی صورت میں وہ وقت آ سکتا ہے۔ جب ہندوستان کی حکومت میں انگریزوں اور ہندوستانیوں کو مساویانہ حقوق حاصل ہوں۔ لیکن اگر ناکامی پر ناکامی دیکھنے کے باوجود انگریزوں کے متعلق کہا جاتا رہا کہ یہ ہندوستان کے جسم پر میل اور گرد و غبار ہیں۔ یہ تپ دق طاعون اور دوسری امراض کے جراثیم ہیں۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ انگریزوں کے خلاف ایسے خیالات پیدا ہوتے اور پرورش پاتے رہیں گے۔ جن کا نتیجہ انگریزوں کے لئے اتنا مضر اور خراب نہ نکلیگا۔ جتنا خود ہندوستان کے لئے ہو گا۔ عوام کے جذبات کو بھڑکانے اور اشتعال دلانے کے لئے گورنمنٹ کے خلاف درشت کلامی کرنا اور اس کے نقائص بیان کر کے متنفر کرنا بالکل آسان بات ہے۔ لیکن سنجیدگی اور متانت کے ساتھ کسی بات پر غور کرنا اور اس کا نفع و نقصان سمجھانا بہت مشکل اور بڑے دل گردہ والے انسان کا کام ہے۔ گورنمنٹ کے خلاف اشتعال پیدا کرنے اور اس کے خلاف جوش دلانے میں کوئی شخص گاندھی جی سے بڑھکر کیا کر سکتا ہے انہوں نے ایک وقت سارے کے سارے ہندوستان کو گورنمنٹ کے متعلق آتش زیر پا بنا دیا۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا یہی کہ ہزاروں انسان مصائب اور تکالیف میں مبتلا ہو گئے۔ کروڑوں روپیہ کا نقصان ہو گیا۔ اور ہندو مسلمانوں میں ایسی چلی کہ خود گاندھی جی ان سے بیزار ہو کر گوشۂ تنہائی میں جا بیٹھے۔ اور سیاسی زندگی کو ہی انہوں نے خیرباد کہدیا۔ اب بھی اگر اس پالیسی کی غلطی واضح نہ ہو۔ تو نہایت ہی تعجب کی بات ہے۔

ایک زبردست اور مستحکم حکومت کے خلاف جوش دلا کر اور اشتعال پیدا کر کے فتنہ و فساد کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ بدامنی پھیلائی جا سکتی ہے۔ لوگوں کی جان و مال کا نقصان کرایا جا سکتا ہے مگر کوئی مفید اور فائدہ بخش نتیجہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ بات اہل ہند کو پہلے سمجھ میں نہیں آ سکتی تھی تو اب ضرور آ جانی چاہیئے جبکہ وہ اس کا تجربہ کر چکے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وحی آلٰہی کی بارش سے فائدہ اُٹھانے کا طریق

لکھنؤ کا اخبار "سچ" (۱۳ اگست) کیا ہی دل نشین اور مؤثر پیرایہ میں آسمانی زندگی حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوا لکھتا ہے:۔

"جب آپ کی مادی۔ جسمانی۔ ناسوتی زندگی کی بقا۔ پرورش ترقی وتکمیل کا اس قدر سامان "آسمان" سے ہوتا رہتا ہے تو آپ اپنی اخلاقی، روحانی و ملکوتی زندگی کے لئے "آسمان" کی طرف سے کیوں اس قدر غافل۔ بے پروا اور بے نیاز ہیں؟ آسمانی بارش جب آپ کی زمینی کھیتی کو سیراب کرتی رہتی ہے۔ تو کیا آپ کے دل کی کھیتی کو زندگی نہ بخشے گی؟ کیا آپ کی اخلاقی زندگی کو تازہ وشاداب نہ کریگی؟ آسمانی آفتاب جب آپ کی تاریک زمین کو روشن اور آپ کے جسم کو گرم کرتا ہے۔ تو کیا آپ کی روح میں نور اور اُجالا اور آپ کے دل میں گرمی نہ پیدا کریگا؟ آپ زمین کے باشندہ ہیں۔ اور آپ کی ہر قسم کی زندگی کی پرورش وتربیت۔ ترقی وتکمیل کا سامان "آسمان" ہی کے ذمہ رکھدیا گیا ہے۔ (وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ) آپ کی عقل وفکر کی مردہ زمینوں کو وحی الٰہی ہی کی آسمانی بارش زندہ وبیدار کر سکتی ہے آپ کے دل ودماغ کے سرد وتاریک گوشوں کو وحی الٰہی ہی کا آسمانی آفتاب نور وحرارت پہنچا سکتا ہے۔ اپنا رشتہ آسمان ہی سے جوڑیئے۔ اپنے رزق جسمانی وروحانی کا حصہ آسمان ہی سے حاصل کیجئے۔ صرف یہی رشتہ ایسا ہے۔ جو زندگی میں نظم وترتیب۔ معنی ومفہوم پیدا کر دیتا ہے۔ صرف یہی واسطہ ایسا ہے۔ جو آپ کو خوف وحزن۔ شک وتردد۔ یاس وحیرانی کی ناہمواریوں اور تلخیوں سے نجات دلا کر آپ کی زندگی میں سکون واطمینان کی ہمواری اور لطف ومسرت کی شیرینی پیدا کر سکتا ہے۔ صرف یہی ایسا عقیدہ ہے۔ جو محتاجی وبیکسی۔ بے نیازی اور حکومت کا۔ گدائی میں شاہی کا اور بندگی میں خدائی کا مزہ "کل" "نہیں" "آج" پیدا کر دیتا ہے"۔

یہ نہایت پاکیزہ خیالات ہیں۔ اور بہت ہی سچی باتیں ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ آسمان سے رشتہ جوڑنے۔ وحی الٰہی کی آسمانی بارش حاصل کرنے اور وحی الٰہی کے آسمانی آفتاب سے نور وحرارت پانے کا طریق کیا ہے۔ کیا وہ لوگ جن کے قلوب مُردہ ہو چکے۔ خود ساختہ عقائد وخیالات کی بھول بھلیوں میں پھنس کر روحانیت کی حدود سے بہت دور چلے گئے۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑ چکے جو آسمانی کتاب قرآن کریم کے حقائق اور معارف سے بے بہرہ ہو چکے ہیں اس قابل رہ گئے ہیں کہ اپنے غلط اور بے ہودہ خیالات جھوٹے اور خود ساختہ عقائد اور اعمال کے ذریعہ آسمانی فیوض وبرکات کے دروازے اپنے لئے کھول سکیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ضروری ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسا انسان کھڑا کرے۔ جو زمینی نہ ہو بلکہ آسمانی ہو۔ جس نے زمین سے نہیں بلکہ آسمان سے علوم حاصل کئے ہوں۔ اور جو خدا تعالیٰ سے صحیح اور سچا علم حاصل کر کے گمراہوں کی راہ نمائی کرتا ہو۔ خدا تعالیٰ کے تازہ نشانات کے ذریعہ وحی الٰہی کے جاری ہونے کا ثبوت پیش کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے آسمانی انوار اور برکات کے حصول کا نہ صرف صحیح طریق بتلائے۔ بلکہ حاصل بھی کرائے۔ اس کے سوا آسمانی وحی کی بارش سے مستفیض ہونے کا اور کوئی طریق نہیں ہے۔ پس جب اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ کہ انسانی قلوب کو سوائے آسمانی وحی کے زندگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بھی صاف بات ہے۔ کہ آسمانی وحی کے فیوض سوائے اس ذریعہ کے کہ خدا تعالیٰ اس شرف سے مشرف کر کے کسی انسان کو مبعوث کرے۔ کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتے۔ تو کیوں ایسے انسان کی تلاش اور جستجو نہیں کی جاتی اور کیوں اس کے آگے سر تسلیم خم نہیں کیا ؞

اس بات کی خواہش رکھنے والوں کو ہم اطلاع دیتے ہیں کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روحانی زندگی بخشنے کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اور آپکے ذریعہ وحی الٰہی کی اس قدر پُر زور بارش ہوئی ہے کہ ہر ایک خواہشمند اس سے مستفیض ہو سکتا ہے ؞

ہندوؤں کی چھوت چھات کے متعلق

وہ لوگ جنہیں ہندو دہرم کی اصطلاح میں اچھوت کہا جاتا ہے۔ آج سے نہیں۔ بلکہ زمانہ قدیم سے ہندوؤں کے افسوسناک سلوک کا شکار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی مذہبی کتابوں میں اچھوت لوگوں کو انسانی درجہ نہ دینے کے احکام ہی موجود نہیں ہیں۔ بلکہ ایسی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں کہ ہندوؤں کے بزرگوں نے ان کے ساتھ خلاف انسانیت سلوک روا رکھا۔ اسی قسم کی مثالیں پیش کر کے "جنوبی ہندوستان کے ایک ودوان پنڈت الصے شاستروں کے حوالوں سے جب یہ ثابت کیا کہ اچھوت زمانہ حال کی پیدائش نہیں بلکہ زمانہ قدیم کی چیز ہیں۔ جس کا انکار کسی ہندو کے لئے جائز نہیں۔ تو گاندھی جی سے سوائے اس کے کوئی جواب نہ بن پڑا کہ:۔

"اگر ہم شاستروں کی ہر ایک تفصیل کے مطابق یا ان میں جو کیریکٹر بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق اپنے چلن کو ڈھالیں۔ تو پھر شاستر ہمارے لئے موت کا جال ہو جائینگے"۔ (ینگ انڈیا ۷ اگست)

اس سے ظاہر ہے کہ ہندوؤں کی مذہبی کتب میں قطعاً اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ اچھوت اقوام کو انسان سمجھا جائے۔ اور ان سے انسانوں کا سا سلوک روا رکھا جائے۔ لیکن باوجود اس کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ ہندو نہایت سرگرمی کے ساتھ اچھوت کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اس طرف سے قطعاً غافل ہیں۔ حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو تمام انسانوں کو انسانیت کے لحاظ سے مساوی درجہ دیتا ہے۔ اور اپنے دروازے ہر ایک کے لئے مساوی طور پر کھلے رکھتا ہے۔ اگر مسلمان اچھوت اقوام کو اسلام میں داخل کرنے کی باقاعدہ طور پر کوشش کریں۔ تو بہت جلد کامیابی ہو سکتی ہے ؞

بڈھ کی شادی کے نقصان

اسلام نے بڈھ کی شادی سے منع فرمایا ہے۔ یعنی اس بات کی اجازت نہیں دی۔ کہ ایک شخص اپنی لڑکی دوسرے شخص کے لڑکے کو اس شرط پر دے۔ کہ وہ بھی اس کے لڑکے کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کر دے۔ کیونکہ اس سے بڑے خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ اور کئی قسم کی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن دیگر مذاہب میں اور خاص کر ہندوؤں میں اس کی ممانعت نہیں ہے۔ اور ان میں اس طریق پر عام طور پر عمل کیا جاتا ہے۔

اس قسم کی بڈھ کی شادیوں کے متعلق حال میں ضلع منٹگمری کے دو ہندو خاندانوں کے نہایت ہی شرمناک حالات ہندو اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ طرفین نے ضد میں ایک دوسرے کی لڑکی پر وحشیانہ ظلم کرنے شروع کر دئے۔ حتیٰ کہ ایک لڑکی انہی مظالم کا شکار ہو کر مر گئی۔ مقدمہ عدالت میں گیا۔ اور کئی لوگوں کو سزائیں ہوئیں۔ اخبار گورو گھنٹال اس واقعہ کا ذکر کرتا ہوا ہندوؤں کو تاکید کرتا ہے کہ:۔

"تمام ہندو قوم اس طرف متوجہ ہو۔ اور ان ظالمانہ بلکہ پاجیانہ رسوم کو ایک دم بند کر دے"۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلام نے اپنے پیروؤں کی زندگی کے ہر شعبہ میں کیسے مکمل اور مفید احکام دئے ہیں۔

اس کے متعلق ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ بعض جاہل اور اسلام سے ناواقف مسلمانوں میں بھی یہ رسم پائی جاتی ہے۔ اور وہ اپنی جہالت اور نادانی سے اسکی مضرتوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے اس قسم کی شادی کو قطعاً ناجائز قرار دیا ہے ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"زمیندار" کے افکار و حوادث پر نظر

تقلیم اظفار کلیل الظفر

۲۳ جولائی کے پرچہ "زمیندار" کے صفحہ ۳ پر افکار و حوادث کی سرخی کے نیچے میرے بعض اشعار پر ایڈیٹر صاحب زمیندار نے جو خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ وہ ان کی شہرۂ آفاق شرافت دیانت۔ تہذیب وغیرہ اخلاق نا پسندیدہ کے باعث اس قابل نہ تھی۔ کہ اس کے متعلق کچھ لکھا جاتا۔ کیونکہ ایڈیٹر صاحب جس فطرت اور خمیر کے انسان ہیں۔ اور جس طرح کی "خصائد السنہ" کے وہ کہنہ مشق ہیں۔ واقعی وہ اس قابل نہیں۔ کہ کوئی شریف انسان انہیں مخاطبہ میں لانے کی طرف توجہ منعطف کرے۔ کوئی بھی انسان اپنی فطرت اصلیہ کے لحاظ سے کمینہ اور رذیل نہیں۔ انسان کے اخلاق قبیحہ اور افعال شنیعہ ہی اسے کمینہ اور رذیل بنا دیتے ہیں؛

زمیندار کے اخلاق ایڈیٹر صاحب زمیندار کی زبان اور قلم سے "دنیا میں کون بچا یا کون بچ سکا"۔ جہاں تک ممکن ہو سکے ان کی تحریروں کو مطالعہ کر کے دیکھ لو۔ خلق سے خالق تک ان کے ظلم آفرین اور شعلہ آتشین قلم سے کوئی نہ بچ سکا۔ اور یقیناً نہ بچ سکا۔ کبھی کسی کالم میں آپ کو نظر آئے گا۔ ؎

خدا خدا نہ سہی رام رام کر لیں گے

تو کہیں جناب باری کی نسبت آپ کو یہ دیکھنے میں آئے گا ؎

پردہ میں شان رہ نہ سکی مستتر تری
یارب ہر اک طرف ہے ضیاء جلوہ گر تری

مجرم اگر ہوں میں تو ہے تو بھی قصوروار
پہلے ہی دن سے کیوں ہے روش درگذر تری

جناب باری کو ان اشعار میں جس بناء پر قصوروار ہونے کا الزام دیا ہے۔ وہ آخری مصرعہ میں بتائی ہے۔ کہ مولوی ظفر علی خانصاحب کے جرائم اور معاصی سے بار بار درگذر کرنا اور درگذر کرنے کی روش اختیار کرنا یہ وہ بات ہے۔ جو مولوی ظفر علی خاں کے مجرم ہونے کے بالمقابل خدا تعالیٰ کو قصوروار ٹھہرا رہی ہے اسی طرح پیر جماعت علی شاہ صاحب جن کو کبھی آپ "حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ" کے مودبانہ الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ اور ایسا ہی بعض دیگر بزرگوں کو۔ ان کی نسبت ایک نظم میں تحریر فرماتے ہیں ؎

سب سے بڑھ کر ہے انہیں کو دشمنی اسلام سے
آج ہے جن کا شمار اقطاب اور ابدال میں

صورت آدم کی مگر سیرت میں رشک اہرمن
نام کو انساں مگر ابلیس ہیں اعمال میں

اتقا سے بعد و ہجر اور اس پہ یہ دعویٰ کہ ہم
ہیں حضور سرور کون و مکاں کی آل میں

دوسری نظم میں لکھتے ہیں ؎

پیروں کی خلوت گاہ پر پڑ جائے گر میری نظر
زانوئے فکر پیر کو میں کوک کا آسن کہوں

خدا تعالیٰ کی ہجو۔ کعبہ کی ہجو۔ بزرگان قوم کی ہجو۔ غرضیکہ کوئی فحش گوئی گندہ دہنی آپ کے استعمال سے بچ نہ سکی۔ اس طرح کے بہت سے بدترین اخلاق کے نمونے ان کی تحریروں میں پائے جاتے ہیں۔ جنہیں وہ اپنے مایۂ ناز قلم اور زبان کے لئے باعث زیب و زینت اور اپنی ابو عنداء خاندان کے لئے موجب فخر و مباہات سمجھتے ہیں۔ آپ کی ان بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں پر حوادث کا نزول بھی ہؤا۔ اور خدائے غفور اور تواب نے بہتیرا چاہا۔ کہ وہ اس کی گرفت سے پہلے پہلے اس سے صلح کر لیں۔ اور انواع و اقسام کی تنبیہات سے انہیں متنبہ بھی کیا۔ لیکن انہوں نے اپنی فطرت کو زیغ اور کجی کے قالب میں ڈھالنے کی کچھ ایسی کامیاب کوشش کی ہے۔ کہ اگر ایک طرف آپ کی کجی کو پیش نظر رکھیں۔ اور دوسری طرف ذیل کے شعر کو تو دونوں ایک دوسرے کے مصداق معلوم ہونگے۔ شعر یہ ہے ؎

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم ٭ کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

اشعار پر نکتہ چینی آپ نے افکار و حوادث کے نیچے میرے تین اشعار نقل فرما کر بزعم خود تبصرہ فرمایا ہے۔ جو بالکل تشویج القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہٗ کا مصداق اور برعکس نہند نام زنگی کافور کی مطابقت میں پایا جاتا ہے۔ میرے وہ تین اشعار جو منقول فرمائے ہیں۔ حسب ذیل ہیں ؎

حمد محمود چرا نہ کنم چوں سے دانم
حمد محمود خدا احمد خدائے محمود

گرچہ این خلق وجہاں نوح بجا نمود است
دید خلاق وسے ہست نقائے محمود

آں تغیر کہ پدید است بجملہ آفاق
ایں ہمہ منظرے از سعی و دعائے محمود

پہلے شعر کے متعلق وزن کے لحاظ سے بھی نکتہ چینی فرمائی ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا۔ کہ وزن کیا ہے۔ اور تقطیع سے کس طرح کا زحاف پڑتا ہے۔ اور زحاف کی کونسی قسم پائی جاتی ہے اور آیا وہ جوازات شعریہ سے ہے یا عیوب اور ممنوعات سے چونکہ نکتہ چینی کو اجمال تک محدود رکھا ہے تفصیل نہیں دی اس لئے جواب تفصیل پیش کرنے پر پیش کیا جائے گا۔ ہاں آپ کے نزدیک اگر فاعلات فاعلات فاعلات ہی وزن قصیدہ ہے۔ تو اس کی شعراء سخنور ہی داد دے سکتے ہیں۔ شعر و سخن کی یہ استعداد اور ملکہ اور اس پر ناز۔ افسوس! لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ میں اپنے کلام کو خواہ وہ نظم ہو یا نثر کا وحی نہیں سمجھتا۔ میں انسان ہوں۔ اور عوارضات اور لوازمات بشریہ سے خالی نہیں۔ میرے کلام میں کوئی نقص ہو یا کوئی شعر زحاف رکھتا ہو۔ تو یہ امر ممکنات سے ہے۔ پھر جب کہ بڑے بڑے فصحاء و بلغائے عرب و عجم کا کلام بھی شاذ و نادر طور پر غلطیوں سے مبرا نہیں تو میں کیا چیز ہوں۔ اور بد اندیش نکتہ چینوں نے تو عیب گیری میں خدا اور رسول کے کلام تک کو نہیں چھوڑا۔ و قال قائل ؎

ما نجی اللہ والرسول معاً من لسان الوری فکیف انا

زمیندار کے اشعار پھر میں یہ بھی عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ مولوی ظفر علی خاں صاحب جو دوسرے کی آنکھ کا تنکہ دیکھنے میں ہشیار اور اپنی آنکھ کا شہتیر نہ دیکھنے اور نہ محسوس کرنے میں معذور ہیں۔ ان کا کلام منظوم بھی ایسے اغلوطات سے مبرا نہیں۔ وہ لاف و گزاف کے طور پر آسمان و زمین کے قلابے ملاتے پھریں تو یہ اور بات ہے۔ لیکن بطور نمونہ و مثال ان کے اشعار ذیل قابل غور ہیں ؎

ستم اٹھا در دہن کر گر پڑا آنسو کی طرح
کچھ نہ فرق آیا مگر کافر کے استقلال میں

جاتی ہے پنڈی اردیں کی کانشا میں جس کا ماوی
اور سوامی شردھانند کو اس اردیں کا انجن کہوں

ہے پھر ابرھہ کی کوشش کہ بنائے کعبہ ڈھائے
مگر اس میں ہم کو شک ہے کہ یہم یہ سر بھی ہوگی

کیا کیا نقب دوں قادیان تیرے صلیبی کعبہ کو
روما کہوں۔ برلن کہوں۔ پیرس کہوں۔ لنڈن کہوں

الفاظ خط کشیدہ میں زحاف پایا جاتا ہے۔ اگر زحاف مطلقاً جائز نہیں۔ اور قابل گرفت عیب اور محل اعتراض ہے تو لاریب اشعار مذکورہ بھی جرح کے نیچے ہیں۔

زمیندار کا طرز استدلال اس حد تک تو مولوی ظفر علیخاں صاحب کی لفظی اور وزن شعر کی گرفت کے متعلق عرض کیا گیا۔ اب آپ نے میرے اشعار کے متعلق جو معنوی تبصرہ فرمایا ہے۔ اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ مولوی صاحب کے تبصرہ کے متعلق جواباً کچھ عرض کیا جائے۔ اتنا کہدینا غیر مناسب نہ ہوگا۔ کہ مولوی ظفر علی خاں صاحب کی فہمید اور آپ کا ذہن رسا اور آپ کا استدلال اور طرز استدلال جس شان کا ہوتا ہے۔ وہ آپ کی مختلف تحریروں سے ظاہر ہے۔ لیکن تاہم بطور نمونہ و مثال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس جگہ بھی کچھ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ نے ایک اردو نظم کا مقطع ذیل ظاہر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

میں کہاں اور وہ کہاں۔ لیکن جھلکتا دیکھ لو
رنگ فخر الدین رازی میرے استدلال سے

ناظرین کرام نے اس شعر سے پتا لگا لیا ہوگا۔ کہ آپ اپنے استدلال کے متعلق کسر نفسی کرتے کرتے بھی امام فخر الدین رازی کے رنگ استدلال کا کس ادا سے دعویٰ فرما رہے ہیں لیکن مقطع کے شعر میں اس طرح کا اظہار صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ مقطع سے پہلے اشعار میں ضرور ہی ایسے استدلالات کا نمونہ دیا ہوگا جن کے پیش کرنے کے بعد مقطع کے شعر کی تصدیق ہو سکتی ہو۔ ورنہ کلام بے ربط اور محض لاف و گزاف ثابت ہوتا ہے۔ اب آپ مقطع سے پہلے اشعار کو پڑھ جائیں۔ زیادہ نہیں اس سے پہلے تین چار اشعار ذیل کو ہی پڑھ جائیں ؎

سب سے بڑھ کر ہے انہیں کو دشمنی اسلام سے
آج ہے جن کا شمار اقطاب اور ابدال میں

صورت آدم کی مگر سیرت میں رشک اہرمن
نام کو انساں مگر ابلیس ہیں اعمال میں

انتقاء سے بعد وہ ہجر اور اس پر یہ دعویٰ کہ ہم
ہیں حضور سرور کون و مکاں کی آل میں

مطلقاً بے بہرہ ہے دین حجازی سے یہ قوم
حصہ جس کا ہے مسلمانوں کے جان و مال میں

معزز ناظرین! ان اشعار میں جو استدلالات پیش کئے گئے ہیں ان پر مکرر سہ کرر نظر توجہ فرمایئے! پھر مولوی ظفر علی خان صاحب کے استدلال کے کمال کی بصورت تنبیہ آپ حضرت امام فخر الدین رازی کے رنگ استدلال کی اپنے استدلال میں جھلک دکھانے کے دعوے کی بھی ہیں داد دیجئے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایسے لوگ کیوں الٹی کھوپری کے بوسیدہ اور تنگ کاسہ کو لے کر ایک بحر محیط کی مماثلت میں اپنے تئیں پیش کرنے کی جرأت کر لیتے ہیں۔ نہ انہیں کلام الٰہی سے واقفیت۔ نہ ہی کلام رسول سے آگاہی۔ نہ ہی اہل اللہ اور اولیاء اور اصفیاء کے حال و قال سے کچھ خبر۔ بھلا بتائیں تو سہی اپنے کلام منظوم میں انہوں نے ایسا کونسا استدلال پیش کیا۔ جس کی تصدیق سے مقطع کلام صدق ٹھہر سکتا ہے۔ اور جس سے حضرت امام رازی کے استدلال کی جھلک کا ثبوت مل سکتا ہے۔ مزا الدعویٰ بلا دلیل تصدیقہ وقبولہ بلا ثبوت تکلف۔ آپ نے قبل ازیں تارہ صبح میں آیت آخرین منہم پر قلم اٹھا کر دیکھ لیا ہے۔ ایسا ہی واقعہ لوط کے متعلق بھی۔ پس آپ کا استدلال کے متعلق فخریہ اظہار کرنا واقعات کے خلاف ہونے سے آپ کے لئے باعث ننگ و عار ہو رہا ہے۔ اسی نظم کو دیکھئے۔ جب مقطع سے پہلے اشعار کو مقطع کو ملحوظ رکھتے ہوئے غور سے دیکھا جائے۔ تو جو بات اشعار مذکورہ میں آپ کے قلم مستدلانہ رقم سے پیش ہو سکی ہے۔ وہ بزرگان ملت اسلامیہ کی ہجو اور ذم کے سوا اور کچھ نہیں۔ جن کو اقطاب و ابدال میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور آل رسول سے پکارا جاتا ہے۔ علی الاطلاق بلا استثنائے احدے سب کو ابلیس اور شیطان بصورت انسان اور دشمن اسلام قرار دیا ہے کیا حضرت امام رازی کے طرز استدلال پر اسی رنگ استدلال کو مماثلت میں پیش کرنے پر ناز کیا جاتا ہے۔ کیا حضرت امام موصوف اسی طرح کے استدلال فرمایا کرتے تھے۔ اور شعر میں یہ کہنا۔ میں کہاں اور وہ کہاں اس سے بھی پتہ لگ گیا۔ کہ مولوی ظفر علی خاں اپنے بالمقابل حضرت امام موصوف کو اپنے مذکورہ کلام و طرز استدلال میں بڑھا کر پیش کرنے سے گویا انہیں توہین اور تذلیل بزرگان امت کے عیب اور بے محل اور غیر متناسب صورت استدلال میں بھی بڑھا پیش کر رہے ہیں۔ اگر یہی کلام ہے اور یہی استدلال اور یہی تشبیہ ہے اور یہی مشبہ اور مشبہ بہ۔ تو افسوس کہ زمیندار نے اپنے سارے خرمن علم و خرد اور فہم و دانش پر جہالت اور حماقت کی بجلیاں گرا کر اسے خاکستر کر ڈالا ؎

لِذِی عِلْمٍ بِعِلْمِہٖ افتخارٌ ٭ وجہل مزدھی وبہ یباہی

زمیندار کو مخاطب کرنے کی وجہ

ناظرین کرام سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایسا شخص اگر کسی کے کلام پر نکتہ چینی کی غرض سے قلم اٹھائے یا انگشت نمائی کرے۔ تو کہاں تک وہ قابل خطاب سمجھا جا سکتا ہے۔ اور ہم اسے فحش کلامی اور تلخ بیانی کی وجہ سے جو حسب مقولہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ ہے۔ اسے متروک الخطاب قرار دینا ہی مناسب سمجھتے۔ لیکن اس کی بعض غلط بیانیاں کہ جن سے عوام کو مغالطہ لگ سکتا ہے۔ ان کا ازالہ کر دینا ضروری سمجھ کر کچھ عرض کر دیتے ہیں۔

خدا کے محبوب کا درجہ

شعر ۲ کے متعلق اعتراض۔ شعر یہ ہے ؎

حمد محمود و چہ راز کنم چوں سے دانم
حمد محمود خدا حمد خدائے محمود

آپ لکھتے ہیں "ہمیں بتایا جا رہا ہے۔ کہ جس نے خدا کو نہ دیکھا ہو۔ وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود کو دیکھ لے" اس کے جواب کے لئے صحیح بخاری کی وہ حدیث کافی ہے۔ کہ جس میں لکھا ہے۔ کہ ذکر الٰہی اللہ میں ترقی کرتے کرتے خدا کا عبد خدا کا محبوب ہو کر اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ خدا اس کی آنکھ اس کے کان اس کے ہاتھ اس کے پاؤں بن جاتا ہے۔ پس جب نوافل کے ذریعہ خدا کا عبد اس مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ تو ایسا انسان آئینہ خدا نما ہونے سے اس قابل ہے۔ کہ لوگ اس کے پاس آئیں۔ اور اس سے تعلق پیدا کریں۔ تا وہ خدائی کا جلوہ ایسے محبوب خدا کے آئینہ وجود سے مشاہدہ کریں۔ ورنہ ینظرون الیک وھم لا یبصرون کے ارشاد کے مطابق بہت ہیں کہ وہ ایسے کامل انسان کے اس کمال کو دیکھنے اور سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کامل اور آپ کا خدا نما آئینہ وجود صحابہ کرام کو نظر آیا لیکن ابوجہل ابولہب وغیرہ مخالفین اور معاندین سب کے سب اس کے مشاہدہ سے محروم رہے۔ پس یہاں بھی وہی کیفیت رونما ہے۔ فلا تعجب! کاش مولوی ظفر علی خاں صاحب صحیح بخاری کا مطالعہ کر لیتے تا انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ کامل عبد اور کامل انسان من ذاتی فضل داعی الحق کی شان مظہریت کا جلوہ نما ہونے سے خدا نما ہوتا ہے۔ وھو المقصود

پھر آپ لکھتے ہیں:-

"میں بشیر الدین محمود کی شان میں کیوں قصیدہ نہ لکھوں۔ جب یہ جانتا ہوں۔ کہ اللہ میاں خود قادیان شریف کا بھاٹ ہے۔ الخ"

میں نے اللہ تعالےٰ کی نسبت اشارہ یا کنایۃً کہیں بھی بھاٹ نہیں لکھا۔ فاکش ایدھن یہ اس شخص کی اپنی ہی گندہ دہنی اور بدکلامی اور بدنگاہی ہے۔ کہ جناب الٰہی کی نسبت ایسے بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ وعلیہ یستحقہ۔ باقی رہا الفاظ شعر کا مفہوم و مطلب وہ صرف اس قدر ہے۔ کہ حضرت محمود کا اسم مبارک الہامی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں خدا تعالےٰ نے خود آپ کا نام قبل از تولد محمود رکھا۔ اور جہاں آپ کا نام محمود رکھا۔ وہاں بہت سے محاسن و محامد بھی آپ کے ذکر فرمائے۔ چنانچہ بعض محامد کا ذکر الہامی اسماء کی صورت میں بتائے گئے۔ جیسے بشیر۔ فضل۔ فضل عمر۔ اولوالعزم۔ امام ہمام۔ مسیحی نفس۔ کلمۃ اللہ۔ حسن و احسان میں وہ مسیح محمدی کا تیرا نظیر ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی بعض اور عبارتیں بھی محامد اور محاسن میں الہام فرمائیں۔ جن کی تصدیق واقعات سے اچھے بدیہیات ہے۔ اب اس لحاظ سے ایسا شخص جو خدا کا محمود ہو۔ اور جسے خدا کے بیان کردہ محامد محمود قرار دیں۔ ایسے محمود خدا کی حمد کرنا خدائے محمود کی ہی حمد ہوگی۔ اول اس لئے کہ جن محامد سے محمود محمود ہے وہ خدا کی محامد ہیں۔ اس لئے محمود کا حامد دراصل خدائے محمود کا ہی حامد ہوگا۔ دوسرے اس لئے کہ جسے خدا نے محمود بنایا اسے محمود کہنے اور اس کی حمد کرنے ہی سے اسے خدا کا محمود تسلیم کرنا ہو سکتا ہے نہ اس صورت میں کہ اس کی حمد کرنے کی جگہ اس کی مذمت کی جائے کیونکہ مذمت کرنے سے خدا کا بنایا ہوا محمود مذموم تو ہو نہیں سکتا۔ البتہ بغض اور عداوت کی وجہ سے ایک خلاف واقعہ امر ہوگا۔ جیسا کہ قصیدہ کے شعر اول و دوم میں اس کی طرف اشارہ ہے ؎

اے کہ در چشم تو ہر وصف و ثنائے محمود
عیب و ذم است بہ بغضے کہ برائے محمود

توبہ ایں بغض برفغی ز شرور نفسست
ورنہ خود حمد خدا ہست ثنائے محمود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح موعودؑ کا زمانہ بعثت

امراض جسمانی و روحانی کے احساس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اول الذکر امراض کا شکار طبیب کو خود تلاش کرتا ہے۔ اور ہر طرح کی خوشامد منت اور التجا سے کام لیتا ہو مگر امراض روحانی کا بیمار حتے الوسع روحانی طبیب (انبیاء و اولیاء) سے منحرف ہی رہتا ہے۔ اور بسا اوقات صدہا بیماریوں میں مبتلا ہونے کے باوجود اس کی آمد کو بے وقت بے موقعہ اور بے محل قرار دیتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر نبی کی دشمنی معاندت اور مخالفت کی گئی۔ اور نادان دنیا رہنمایان کو چہ یار سے برسر پیکار ہو کر ہر ممکن ذریعہ سے ان کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہو گئی۔ گو یہ علیحدہ امر ہے۔ کہ آخر کار حق کی فتح ہوئی۔ اور خدا کے برگزیدہ بندے ہی کامیاب ہوئے۔ والعاقبۃ للمتقین ؂

ان دنوں بھی جو "موعودِ کل ادیان" افق مشرق سے نمودار ہوا۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی علیہ السلام کے وجود باجود میں چمکا۔ اور صحف مقدسہ کی پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر ظاہر ہوا۔ اہل اسلام نے اس سے بھی منہ پھیرا۔ اور آپ کی آمد کو قبل از وقت ٹھہرایا۔ اور ندائے حقانی سنتے ہی تکذیب پر کمربستہ ہو گئے۔ آہ! ؂

شرط تقویٰ تھی کہ وہ کرتے نظر اس وقت پر
شرط یہ بھی تھی کہ کرتے صبر کچھ دن اور قرار

ہم بہانگ دہل کہتے ہیں کہ جس وقت میں مسیح موعودؑ کی آمد قرار دی گئی۔ اور اس کے زمانہ کے لئے جو نشانات بتلائے گئے تھے۔ وہ سب پورے ہو چکے۔ آپ ان الٰہی علامات کے ساتھ آیا۔ جو اخبار صحیحہ میں اس کے لئے مقرر تھیں۔ اے کاش! ہمارے بھائی بصیرت کی آنکھ سے دیکھتے۔ تو ان پر کھل جاتا کہ جس بزرگ ہستی کے لئے وہ رات دن چشم براہ ہیں۔ وہ ان میں آئی۔ اور اپنا کام کر کے اپنے مولا سے جا ملی۔ مگر وہ اس سے غافل ہی نہیں رہے۔ بلکہ اس کے دشمن ہیں۔ وہ اسی رنگ اور طریق سے ظاہر پرستی میں منہمک اور حقیقت و معانی سے دور ہیں۔ جیسا کہ آج سے ۱۹ سو سال پیشتر قوم یہود اس مرض میں مبتلا تھی۔ حالانکہ ان کا عبرتناک انجام ان کے سامنے تھا۔ مگر ضرور تھا کہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر لتتبعن سنن من کان قبلکم کہ تم یہود و نصاریٰ کی اتباع کرو گے۔ پوری ہوتی ؂

(۱)

امت محمدیہ کو وعدہ دیا گیا تھا کہ صلیب کے غلبہ کے وقت اسلام کی شکستہ حالی کے زمانہ میں ایک "مسیح" اور "مہدی" بھیجا جائے گا تا کہ وہ اعجاز مسیحائی سے مردہ دلوں کو زندہ کرے۔ اور روحانی اندھوں کو آنکھیں بخشے۔ اور اس نازک وقت میں باغ اسلام کے مرجھائے ہوئے پودوں کی آبیاری کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنیوالے مسیح موعود کی علت غائی "کسر صلیب" بتا کر اس حقیقت کو برہنہ کر دیا کہ اس زمانہ میں عیسائیت اپنے زوروں پر ہوگی۔ اور صلیبی رو دنیا پر چھا جائیگی۔ اور خدا کے برگزیدہ کا یہ کام ہوگا کہ دلائل نیرہ سے ۔نشانات اور معجزات سے نہ تیر و تفنگ سے اس صلیبی تعلیم کو پاش پاش کرے۔ وہ امن کا شہزادہ ہوگا۔ اور اس کا کام یَضَعُ الْحَرْبَ (بخاری) ہوگا۔ گویا آنحضور نے مسیح موعود کا زمانہ بعثت وہ زمانہ بتلایا گیا ہے جب صلیب اپنے عروج پر اور عیسائیت اپنے شباب پر ہوگی۔ بھائیو! کیا وہی زمانہ نہ تھا۔ کیا لاکھوں نفوس یکدم اسلام کو خیرباد کہہ کر عیسائیت کی گود میں چلے گئے تھے؟ کیا عیسائی یہ ارادے نہ ظاہر کر چکے تھے کہ چند سالوں میں اسلام کو کھا جائینگے؟ کیا ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کے زبردست ہاتھ کی ضرورت نہ تھی؟ اور کیا مسیحا کی آمد کا یہی وقت نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؂

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :- وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا (مسلم باب نزول عیسیٰ) کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک نئی قسم کی سواری نکل آئیگی۔ اور اونٹ چھوڑ دئے جائینگے۔ اور ان سے اسقدر کام نہ لیا جائیگا۔ جو پہلے لیا جاتا تھا۔

اب دیکھ لو کہ ریل وغیرہ کی سواری کیوجہ سے اونٹ کس قدر بیکار ہو گئے ہیں

(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :- اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا (ابو داؤد جلد ۲ کتاب الفتن) کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک مجدد مبعوث کیا کریگا۔ جو اسکے دین کی تجدید کریگا۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدد کے لئے صدی کا سر مقرر فرمایا ہے اور چونکہ مسیح موعودؑ اپنے وقت کا مجدد اعظم بھی ہے۔ اس لئے اس کا بھی صدی کے سر پر مبعوث ہونا ضروری تھا اس حدیث سے بھی اشارۃً "موعود" کی آمد کا وقت صدی کا سر متعین ہوا۔ اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس چودہویں صدی کے سر پر بحیثیت مجدد بھی اگر کوئی مدعی نظر آتا ہے تو وہ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں ؂

(۴)

مسیح موعودؑ کا زمانہ معین کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت صراحت کے ساتھ فرما دیا :- اَلْاٰيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ (مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی) کہ دیگر آیات اور مسیح موعود کے ظہور کا وقت بارہویں صدی کے بعد ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری بھی تحریر فرماتے ہیں :- وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ اللَّامُ فِي الْمِائَتَيْنِ لِلْعَهْدِ اَيْ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ وَهُوَ وَقْتُ ظُهُوْرِ الْمَهْدِيِّ وَخُرُوْجِ الدَّجَّالِ وَنُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَتَتَابُعِ الْاٰيَاتِ مِنْ طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوْجِ دَابَّةِ الْاَرْضِ وَظُهُوْرِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَاَمْثَالِهَا (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۱۸۵) ترجمہ "المائتین کا الف لام عہد کا بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں حدیث کے یہ معنے ہونگے کہ بارہ سو کے بعد یہ نشانات ظہور پذیر ہونگے۔ اور مہدی کے ظہور مسیح موعودؑ کے آنے دابۃ الارض کے نکلنے اور یاجوج و ماجوج وغیرہ کے خروج کا یہی وقت ہوگا۔"

گویا تصریح کے ساتھ بتا دیا گیا کہ مسیح موعود بارہویں صدی کے بعد مبعوث ہونیوالا ہے۔ اب ہمارے بھائی غور فرمائیں کہ وہ کب تک غفلت میں پڑے رہینگے۔ کیا احادیث کی یہ تصریحات صاف طور پر گواہی نہیں دے رہیں کہ مسیح موعود کی آمد کیلئے یہی وقت مقرر ہے مبارک ہے جو وقت کی شناخت کرے۔

(۵)

احادیث کے علاوہ بزرگان امت کے بیانات بھی آج سے پہلے زمانہ ہی میں مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کی بعثت قرار دیتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خان صاحب نے انتہائی وقت بیان کیا ہے۔ مگر وہ بھی چودھویں صدی کے اوائل سے تجاوز نہیں کرتا چنانچہ ان کے اپنے الفاظ [illegible] صد چہارم ظہور وے اتفاق افتد" (حجج الکرامہ ص ۳۹۵) وزمانہ من الشاء اللہ تعالیٰ ہمہ ان زمانہ اوست۔ اگرچہ تعیین وقت صحیح نشد اما لابد اقرب است از زمان ودے وکل ما ہو آت قریب" (حجج الکرامہ ص ۳۶۵)

بس بہر صورت موعود کے ظہور کا یہی زمانہ تھا جس میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا۔ اور یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ کسی موعود کا برو قت دعویٰ کرنا اس کے پرکھنے کے لئے بہترین کسوٹی ہے۔

مسلمانوں کی اپنی پریشان حالی۔ تفرقہ اندازی اور روزانہ تکفیر بازی اور پھر اغیار اسلام کے اعتراضات کی بوچھاڑ اور حصن دین کے مٹانے کے لئے جانفشانی یہ تمام حالات محافظ اسلام مسیح موعودؑ کا تقاضا کر رہے تھے۔ اور زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ آج مسیحائی نفس وجود کی ضرورت ہے۔ سو خدا کا پیارا۔ اس کا برگزیدہ مسیح حفاظت اسلام کے لئے ٹھیک وقت پر آیا اور اس نے فرمایا :- ؂

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت ‎ ؂ میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ کیونکہ انجام کار انہی کی فتح ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں جب زمانہ کے تھپیڑے ہمارے خفتہ بھائیوں کو بیدار کرینگے۔ اور وہ اس اولوالعزم رسول کی قربانی کو پہچانینگے۔ جیسا کہ وہ فرما چکا ہے ؂

امروز قوم من نشناسد مقام من ‎ ؂ روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل سکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک دھرم میں طلاق کا جواز

محاکمہ مابین "الفضل" و "جاگرت"

میں نے الفضل کا وہ نوٹ پڑھا ہے۔ جس میں بھاگوت کی ایک عبارت کی بناء پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہندو دھرم میں طلاق کا مسئلہ جائز ہے۔ اور ہر ایک انصاف پسند بھاگوت کی اس عبارت سے یہی نتیجہ نکالیگا۔ کہ قدیم زمانہ میں طلاق کا رواج تھا۔ اگر ایسا رواج نہ ہوتا۔ تو سری کرشن جی مہاراج رکمنی کو یہ کیوں کہتے کہ

"تم نے نافہمی سے چٹھی میرے پاس بھیجدی۔ میں بھی کہنے میں آگیا۔ اب تم کو اجازت ہے کہ جس سے دل چاہے اس کا دامن پکڑ لو"

مگر تعجب آتا ہے ایڈیٹر صاحب جاگرت کی عقل و فہم پر کہ وہ ایسے صاف اور بیّن الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی کہے جاتے ہیں کہ اس عبارت سے طلاق کا جواز نکالنا "الفضل" کی غلطی ہے۔

میرے نزدیک ہی نہیں بلکہ ہر ایک ہوشمند اور صاحب فہم کے نزدیک اس بارہ میں "الفضل" سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ بلکہ جاگرت ہی بے طرح اُلجھ رہا ہے [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ایڈیٹر صاحب جاگرت بھاگوت کی تحریر کردہ عبارت کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ وہاں اپنے دیگر مذہبی لٹریچر سے بھی ناواقف محض ہیں۔ کیونکہ اگر انہوں نے اپنی مذہبی اور دھارمک کتب کا مطالعہ کیا ہوتا۔ تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ الفضل کے صحیح اور درست نوٹ پر سیخ پا ہوتے۔ اور بے جا ہٹ سے کام لیتے ہوئے یہ کہتے کہ ہمارے ہاں طلاق کا دستور نہ تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر زمانہ قدیم میں ویدک دھرم کے پیروؤں میں طلاق کا رواج نہ تھا تو منوسمرتی۔ ناردسمرتی وسشٹ سمرتی اور اسی طرح نرکت وغیرہ دھارمک اور مستند مذہبی کتب میں کیوں طلاق وغیرہ کا صاف اور صریح الفاظ میں حکم لکھا ہوا ملتا ہے۔ پس مذکورہ بالا سمرتیوں اور یاسک منی کی نرکت میں طلاق کا حکم ثابت کرتا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب جاگرت اس بارہ میں بے جا ضد سے کام لیتے ہوئے اپنی مذہبی کتب سے ناواقفیت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

ممکن ہے۔ اس تحریر کو پڑھکر سند طلب کی جائے۔ اس لئے اپنے دعوے کی تائید میں چند ثبوت نقل کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ مدیر جاگرت انہیں چشم وا سے پڑھینگے۔ اور آئندہ یہ کہنے سے باز آجائینگے۔ کہ زمانہ قدیم میں طلاق کا رواج نہ تھا۔

پہلا حوالہ "نفرین کے لائق اور آفت آمیز اور مکار اور سخت عورت کو شاستر کے طریق سے دور کرکے ترک کرنا چاہیئے" (منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۲۶)

دیکھ لیجئے۔ شری منوجی مہاراج صاف لفظوں میں کہہ رہے ہیں کہ جو عورت آفت کا پرکالہ۔ مکار اور تند ہو۔ اُسے ترک کر دینا چاہیئے۔ اب بتلایئے۔ یہ ترک کرنا طلاق نہیں تو اور کیا ہے۔

دوسرا حوالہ اسکے بعد دوسرا حوالہ ملاحظہ ہو :-

"الغرض۔ اور اپنے ورن کے دھرم کو نہ کرنیوالا و مخنث و کسی بیماری کی وجہ سے نطفہ نہ رکھنے والا و پاپ روگی ایسے شوہر سے فساد کرنیوالی عورت کو ترک کرنا چاہیئے۔ مگر اس کی دولت نہ لینا چاہیئے"

(منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۷۹)

جب منوجی مہاراج بغیر کسی ایچ پیچ کے کھلے لفظوں میں کہتے ہیں۔ کہ فساد کرنے والی عورت کو ترک کر دینا چاہیئے۔ تو ایسی حالت میں یہ کیونکر باور کر لیا جائے کہ سناتن دھرم میں طلاق جائز نہیں۔

تیسرا حوالہ ابھی پر اکتفا نہیں۔ اب تیسرا حوالہ بھی پڑھیئے :-

"جس عورت کے اُوپر دوسرا دوا شوہر نے کیا۔ اور وہ عورت غصہ ہو کر گھر سے نکل جاتی ہو۔ تو اس کو روک کر گھر میں رکھنا۔ خواہ خاندان کے روبرو ترک کرنا چاہیئے" (منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۸۳)

اس حوالہ میں نہ صرف یہ بتایا گیا ہے کہ ہندوؤں میں تعدد ازدواج کا رواج تھا۔ بلکہ یہ بھی اگر دوسری شادی کرنے کی وجہ سے پہلی بیوی شور و شر مچائے۔ تو اُسے یا تو گھر میں روکے رکھنا چاہیئے یا ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ یعنی طلاق دیدینی چاہیئے۔

چوتھا حوالہ شری منوجی مہاراج کا حکم تو دیکھ لیا۔ اب شری یاسک منی ایسے مشہور آچاریہ کی گواہی بھی ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں :-

"استری نام دان وکریاتی سرگا ودیئتے نہ پُمساہ"

(ترجمہ) عورتوں کا دینا بیچنا اور چھوڑ دینا ہے۔ مردوں کا نہیں" (نرکت ادھیائے ۳ کھنڈ ۴)

فرمایا۔ مردوں کے متعلق جائز نہیں کہ ان کو بیچ دیا جائے یا کسی کے حوالہ کر دیا جائے یا انہیں چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ یہ تین باتیں عورتوں سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ کہ ان کے سرپرست یا تو انہیں کسی کو دے دیں۔ بیچ دیں یا طلاق دیدیں۔

پس جب یاسک منی کہہ رہے ہیں کہ عورتوں کو چھوڑ دینا جائز ہے۔ تو اس کے خلاف کسی ناواقف کا یہ دعویٰ کرنا کیونکر درست اور قابل تسلیم ہو سکتا ہے کہ ویدک دھرمیوں میں طلاق جائز نہیں۔ اگر طلاق جائز نہ ہوتی۔ تو منوجی اور یاسک منی ایسے مشہور شارح اور ویددان کس طرح یہ باتیں لکھ سکتے تھے۔ کہ فلاں فلاں عورت کو طلاق دیدینی چاہیئے۔

پانچواں حوالہ شری پنڈت بھیم سین شرما اٹاوی کے رسالہ براہمن سروسو جلد ۱۵ نمبر ۵ میں بھی بحوالہ پدم پران لکھا ہے کہ :-

"کاشی میں ایک سوویر نامی مالدار بنیا رہتا تھا۔ جس کی بیوی بھی تھی۔ مگر چونکہ وہ جھگڑالو۔ خسارن اور گستاخ بلکہ بدچلن تھی۔ جسے اپنی اصلاح کرنے کے لئے بار بار کہا اور سمجھایا گیا۔ مگر وہ نہ مانی۔ آخر اس سوویر نے تنگ آکر اُسے چھوڑ دیا۔ اور ایک اور ویش کی لڑکی سے شادی کرلی"

(رسالہ براہمن سروسو اٹاوہ مئی ۱۹۱۸ء صفحہ ۴۶ تا ۱۴۷)

پس یہ پدم پران کی گواہی بھی اخبار جاگرت کے دعویٰ بے دلیل کی تکذیب کر رہی ہے۔

چھٹا حوالہ اور تو اور آریہ سماج کے بانی مبانی شری سوامی دیانند آنجہانی بھی طلاق کے مؤید نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ ان کی مندرجہ ذیل تحریر سے ظاہر ہے :-

"عورت بانجھ ہو۔ تو آٹھویں برس۔ اولاد ہو کر مر جائے تو دسویں برس۔ جب جب اولاد ہو۔ تب تب لڑکیاں ہی ہوں۔ لڑکے نہ ہوں تو گیارھویں برس تک۔ اور جو بد کلام بولنے والی ہو۔ تو جلد ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے" (ستیارتھ پرکاش اُردو باب ۴ صفحہ ۱۳۸ دفعہ ۱۴۲)

طلاق کے متعلق اسی طرح کے اور بھی متعدد حوالے نقل کئے جا سکتے ہیں۔ مگر عدم گنجایش کے سبب مزید سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ اور اگر کسی کو مزید کی ضرورت ہو تو وہ نارد۔ وسشٹ۔ بودہاین اور کاتیاین وغیرہ رشیوں کی سمرتیاں دیکھ لے۔ جنمیں طلاق کا صریح جواز موجود ہے۔ لیکن یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ویدک دھرم میں بھی طلاق کا حکم ہے۔ مندرجہ بالا مستند حوالہ جات ہی کافی ہیں۔ اور ان کے ہوتے ہوئے کسی کی مجال نہیں کہ انکار کر سکے۔

پس بحولہ بالا اسناد نے ثابت کر دیا کہ جاگرت کا الفضل کے صحیح اور مبنی بر صداقت استدلال پر بے جا ضد سے کام لیتے ہوئے سناتن دھرم میں مسئلہ طلاق سے انکار کرنا گویا اپنی مذہبی اور دینی کتب سے انحراف کرنا ہے۔

فضل حسین احمدی مہاجر از قادیان

ایک کارکن کی ضرورت

دفتر ڈاک میں ایک آسامی خالی ہوئی ہے۔ جس کیلئے ایک انٹرنس پاس آدمی کی ضرورت ہے۔ احباب مقامی امیر یا سکرٹری کی سفارش کے ساتھ درخواستیں جلد سے جلد بھجوا دیں۔ جو دوست خدمت دین کو موقع کے مقابلہ میں تنخواہ وغیرہ کا چنداں خیال نہ رکھتے ہوں۔ ان کے لئے یہ نادر موقع ہے۔ والسلام

89

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست نومبائعین

بقیہ ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

۵۸۲ - محمد حسین خاں صاحب	ضلع رہتک
۵۸۳ - بابو صاحب	〃 جالندھر
۵۸۴ - فضل الدین صاحب	اکال گڑھ
۵۸۵ - شیخ غلام حسین صاحب	ضلع شاہ پور
۵۸۶ - عبد العزیز صاحب	سیالکوٹ
۵۸۷ - عبد الکریم صاحب	〃
۵۸۸ - شریف احمد صاحب	ضلع پردوئی
۵۸۹ - محمود وینڈن صاحب	سکندر آباد
۵۹۰ - محمد چراغ دین صاحب	ضلع گورداسپور

مئی سنہ ۱۹۲۶ء

۵۹۱ - بہادر خاں صاحب	ضلع شاہجہانپور
۵۹۲ - عزیز احمد صاحب	〃 لائل پور
۵۹۳ - غلام حسین صاحب	〃 گوجرانوالہ
۵۹۴ - بیوہ شادی خاں صاحب	〃 ہوشیارپور
۵۹۵ - امام دین صاحب	〃 سیالکوٹ
۵۹۶ - شیر محمد صاحب	〃 لائل پور
۵۹۷ - چوہدری عبد الکریم صاحب	〃 ملتان
۵۹۸ - نواب الدین صاحب	〃 شیخوپورہ
۵۹۹ - محمد حیات صاحب	〃
۶۰۰ - محمد دین صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۶۰۱ - جمال الدین صاحب	〃 سرگودھا
۶۰۲ - سعید احمد صاحب	〃 گورداسپور
۶۰۳ - مسماۃ گلاب بی بی صاحبہ	〃
۶۰۴ - شیر محمد صاحب	ریاست کشمیر
۶۰۵ - چوہدری شاہ محمد صاحب	ضلع سرگودھا
۶۰۶ - خلیل احمد صاحب	〃 ملتان
۶۰۷ - دین محمد صاحب	علاقہ سندھ
۶۰۸ - فتح دین صاحب	ضلع ہوشیارپور
۶۰۹ - احمد دین صاحب	〃 〃
۶۱۰ - مسماۃ ہاجرہ صاحبہ	〃 〃
۶۱۱ - بنت 〃 〃	〃 〃
۶۱۲ - 〃 〃 〃	〃 〃
۶۱۳ - 〃 〃 〃	〃 〃
۶۱۴ - محمد دین صاحب	ضلع لائل پور
۶۱۵ - قادر بخش صاحب قریشی	ضلع جھنگ
۶۱۶ - نبی بخش صاحب	〃 سیالکوٹ
۶۱۷ - برکت علی صاحب	〃 منٹگمری
۶۱۸ - اہلیہ مولوی محمود احمد صاحب	〃 ہشیارپور
۶۱۹ - کرم دین صاحب	〃 سیالکوٹ
۶۲۰ - فضل الدین صاحب	〃 〃
۶۲۱ - امام الدین صاحب	〃 لائل پور
۶۲۲ - اہلیہ علی شیر صاحب	〃 گورداسپور
۶۲۳ - مسماۃ رحم بی بی صاحبہ	لائل پور
۶۲۴ - خدا بخش صاحب	علاقہ سندھ
۶۲۵ - محبت خاں صاحب	〃 〃
۶۲۶ - والدہ محبت خاں صاحب	〃 〃
۶۲۷ - حاجی خاں صاحب	〃 〃
۶۲۸ - اللہ بخش صاحب	〃 〃
۶۲۹ - اہلیہ معز الدین صاحب	ضلع رہتک
۶۳۰ - مسماۃ جمیلہ صاحبہ	〃 کٹک
۶۳۱ - اہلیہ چوہدری اللہ دتا صاحب	〃 ملتان
۶۳۲ - نعیم احمد خان صاحب	〃 گورداسپور
۶۳۳ - عبد الحق صاحب	〃 لائل پور
۶۳۴ - اہلیہ حمید الحق صاحب	〃 〃
۶۳۵ - حمید گل صاحب	ضلع پشاور
۶۳۶ - کرم خاں صاحب	〃 〃
۶۳۷ - عبد اللہ بابا صاحب	〃 〃
۶۳۸ - گل میر صاحب	〃 〃
۶۳۹ - چوہدری فیروز الدین صاحب	ضلع امرتسر
۶۴۰ - سعید احمد خاں صاحب	لاہور
۶۴۱ - عبد الرحیم صاحب	ضلع جالندھر
۶۴۲ - فاطمہ خاتون صاحبہ	بنگال
۶۴۳ - مرزا دل شاد علی صاحب	لاہور
۶۴۴ - عزیزہ بیگم صاحبہ	جہلم
۶۴۵ - اہلیہ شیخ مولا بخش صاحب	ریاست پٹیالہ
۶۴۶ - مرزا عبد الحمید بیگ صاحب	〃 〃
۶۴۷ - اہلیہ شیخ فضل حق صاحب	〃 〃
۶۴۸ - محمد رمضان صاحب	〃 〃
۶۴۹ - اہلیہ محمد طفیل صاحب	نوشہرہ
۶۵۰ - فردوس بیگم صاحبہ	دہلی
۶۵۱ - محمد علی صاحب	〃
۶۵۲ - امۃ القدیر صاحب	〃
۶۵۳ - غلام مصطفےٰ صاحب	ضلع گورداسپور
۶۵۴ - منشی محمد دین صاحب	بنوں
۶۵۵ - اللہ دتا صاحب	سیالکوٹ
۶۵۶ - غلام محمد صاحب	ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۶۵۷ - عبد الرحیم صاحب	ضلع ہزارہ
۶۵۸ - محمد موسےٰ صاحب	بنگال
۶۵۹ - بدر النسا خاتون صاحبہ	〃
۶۶۰ - ایم ہوبی دین صاحب	کولمبو
۶۶۱ - نونہ نفلیلا صاحب	〃
۶۶۲ - نونہ فلیلا صاحب	〃
۶۶۳ - سید ابو القاسم صاحب رضوی	ضلع پٹنہ
۶۶۴ - ہمشیرہ چوہدری مجھو خاں صاحب	〃 ہشیارپور
۶۶۵ - ملک عطا محمد صاحب اعوان	〃 شاہ پور
۶۶۶ - نور الدین صاحب	〃 فیروزپور
۶۶۷ - اللہ دتا صاحب	〃 لاہور
۶۶۸ - چراغ الدین صاحب	〃 〃
۶۶۹ - امام بی بی صاحبہ	〃 〃
۶۷۰ - رحمت اللہ صاحب	〃 〃
۶۷۱ - غلام محمد صاحب	〃 〃
۶۷۲ - اللہ بخش صاحب	〃 〃
۶۷۳ - بلو صاحب	〃 〃
۶۷۴ - حسن دین صاحب	〃 〃
۶۷۵ - احمد الدین صاحب	〃 گجرات
۶۷۶ - محمد شریف صاحب	کراچی
۶۷۷ - محمد بخش صاحب	〃
۶۷۸ - شیخ اللہ دتا صاحب	〃
۶۷۹ - محمد اسحٰق صاحب	ضلع ملتان
۶۸۰ - فتح محمد صاحب	ٹھیکری والہ متصل قادیان
۶۸۱ - رحیم بخش صاحب	〃 〃 〃
۶۸۲ - محمد بخش صاحب	〃 〃 〃
۶۸۳ - مصری خاں صاحب	خوشاب
۶۸۴ - دتا صاحب	ضلع گورداسپور
۶۸۵ - بابا ہاشم صاحب	ریاست کپورتھلہ
۶۸۶ - خدا بخش صاحب	〃 〃
۶۸۷ - محمد علی صاحب	〃 〃
۶۸۸ - اللہ بخش صاحب	〃 〃
۶۸۹ - الٰہی بخش صاحب	〃 〃
۶۹۰ - اہلیہ اللہ دتا صاحب	〃 〃
۶۹۱ - بنت الٰہی بخش صاحب	〃 〃
۶۹۲ - بھیکھا صاحب	ریاست کپورتھلہ
۶۹۳ - جھنڈا صاحب	〃 〃
۶۹۴ - مسماۃ جیونی صاحب	〃 〃
۶۹۵ - اللہ بندہ صاحب	ضلع حصار
۶۹۶ - شیخ غلام حسین صاحب	کرنال
۶۹۷ - محمد حسین صاحب	〃
۶۹۸ - ارشاد حسین صاحب	〃
۶۹۹ - خورشید حسین صاحب	〃
۷۰۰ - اہلیہ سید محمود شاہ صاحب	منٹگمری
۷۰۱ - رضیہ بیگم صاحبہ	〃
۷۰۲ - حفیظہ بیگم صاحبہ	〃
۷۰۳ - محمد احسن صاحب	〃
۷۰۴ - منشی عمر الدین صاحب	ضلع پشاور
۷۰۵ - نصیر الدین صاحب	لاہور
۷۰۶ - بشیر احمد صاحب	〃
۷۰۷ - ضیاء اللہ صاحب	گجرات
۷۰۸ - غلام محمد صاحب	ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۷۰۹ - حیاء الدین صاحب	پشاور
۷۱۰ - مستجاب الاکبر صاحب	〃
۷۱۱ - حاجی برکت علی صاحب	ضلع سیالکوٹ
۷۱۲ - دلاور علی صاحب	بنگال
۷۱۳ - عبد السبحان صاحب	〃
۷۱۴ - تجیب علی صاحب	〃
۷۱۵ - مفتی سراج الاسلام صاحب	〃
۷۱۶ - عبد الرزاق صاحب	〃
۷۱۷ - کریم النساء صاحبہ	〃
۷۱۸ - عبد الاول صاحب	〃
۷۱۹ - زینت النساء صاحبہ	〃
۷۲۰ - خورشیدہ بانو صاحبہ	〃
۷۲۱ - زمرد النساء صاحبہ	〃
۷۲۲ - صالحہ خاتون صاحبہ	〃
۷۲۳ - اہلیہ بابو شاہ محمد صاحب	راولپنڈی
۷۲۴ - عبد الکریم خاں صاحب	ضلع کرنال
۷۲۵ - شیخ محمد سعید صاحب	پشاور
۷۲۶ - اہلیہ شیخ محمد سعید صاحب	〃
۷۲۷ - نظام الدین صاحب	ضلع کرنال
۷۲۸ - مسماۃ زینب صاحبہ	〃 〃
۷۲۹ - اکبر علی صاحب	〃 〃
۷۳۰ - اہلیہ اکبر علی صاحب	〃 〃

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(اشتہارات)

نیٹ بہرا پن (رجسٹرڈ)

کم سننے۔ کان بڑوں یا بچوں کے بہنے۔ درد۔ بھاری پن۔ ورم۔ خشکی۔ کھجلی۔ سنسناہٹ آوازیں بجنے۔ پردوں کی کمزوری اور کان کی تمام بیماریوں کی صفحۂ دنیا پر صرف ایک اکسیر اور بےخطا دوا۔ ببلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات ہے۔ فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔ تین شیشی ایک ساتھ منگانے پر محصولڈاک معاف۔ بادشاہی منجن۔ مسوڑوں سے خون جانے۔ درد۔ پانی لگنے اور دانت کی ہر ایک تکلیف پر مجرب دوائی ہمیشہ استعمال کے قابل ہے۔ فی شیشی چار آنہ ۴ر۔ دھوکہ بازوں ٹھگوں سے ہوشیار۔ مرض دمہ کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیئے:۔ پتہ

کان کی دوا ببلب اینڈ سنز پیلی بھیت۔ یو۔ پی

معمولی اردو خوانوں کیلئے ملازمت کا وسیع میدان

اردو شارٹ ہینڈ یا فن زود نویسی

آج کل تھوڑے وقت میں بہت سا کام کرنے والے کی جو قدر و قیمت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ انگریزی میں تو اس فن کی بہت کتب موجود ہیں۔ لیکن اردو زبان میں تا حال کوئی ایسی کتاب نہ تھی۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے کرم و مہربان جناب چوہدری گیان چند صاحب ساہی۔ سی۔ ٹی۔ ایس۔ ڈی انگلینڈ پرنسپل دی لنڈن کمرشل کالج راولپنڈی نے کئی سالوں کی لگاتار کوشش سے اس فن کی ایک ایسی کتاب طیار کر کے پبلک کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ جس کے لئے امید ہے کہ پبلک ان کی قدر کریگی۔ ہمارا دعوے ہے۔ کہ کتاب موسومہ "چندر وارڈ اردو شارٹ ہینڈ" کو پڑھ کر معمولی سے معمولی اردو خوان بھی صرف ایک ہفتہ میں بلا کسی مدد کے فن زود نویسی کا عالم بن سکتا ہے۔ تاجروں سوداگروں۔ طالب علموں۔ نقلنویسوں غرضیکہ ہر قسم کے اردو خوانوں کے لئے نایاب تحفہ ہے۔ کتاب عنقریب چھپکر تیار ہونے والی ہے۔ فوراً درخواستیں بھیجکر ضرورتمند اصحاب اپنا نام درج رجسٹر کرا لیں۔ تاکہ چھپنے پر فوراً بھیجدی جائے۔ قیمت معہ محصولڈاک صرف پانچ روپیہ۔ جلد سنہرا۔ چھپائی دیدہ زیب۔

ملنے کا پتہ

شیخ الہٰی بخش رحیم بخش۔ بک سیلرز۔ پبلشرز۔ گجرات پنجاب۔

مالی کی ضرورت

ہمیں ایک ایسے مالی کی ضرورت ہے۔ جو اپنے فن کا ماہر ہو۔ اور علاوہ درختوں کے ہر قسم کے کام سے پوری طرح واقف ہونیکے سبزی ترکاری کا کام بھی جانتا ہو۔ لکھ پڑھ سکنے والے آدمی کو ترجیح دی جائیگی۔ حاجتمند لوگ معہ اپنی سندات اور سرٹیفکیٹوں کے خاکسار کے پاس اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔ درخواست میں درخواست کنندہ کو اپنی عمر اور قوم اور متاہل یا غیر متاہل ہونے یا خواندہ یا ناخواندہ ہونے اور اپنے سابقہ تجربہ کا ذکر کرنا چاہیئے۔ اور نیز یہ کہ وہ کم سے کم کیا تنخواہ منظور کر سکتا ہے۔ اور آیا وہ احمدی ہے یا نہیں۔ تنخواہ حسب لیاقت و طاقت دی جائے گی۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد قادیان

طاقت کی مشہور و معروف دوائی

سلاجیت خالص

قیمت فی چھٹانک دو روپے بارہ آنے آدھ پاؤ پانچ روپے پاؤ بھر نو روپے۔ معہ محصولڈاک۔ پتہ

حکیم حاذق علم الدین سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی محلہ قلعہ امرتسر

اگر آپ بے کار ہیں یا تنخواہ کم ہے۔ گذارہ نہیں ہوتا ہے۔ یا دوکان میں ترقی دینا چاہیئے تو سی۔ پی اسٹور عبید اللہ گنج "جی۔ آئی۔ پی" ریلوے کو لکھیئے۔

چونکہ الفضل جماعت احمدیہ میں خاص وقعت رکھتا ہے۔ اس لئے دیانت دار اشتہار دینے والے اس میں اشتہار دیکر بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

دواخانہ رحمانی کی تین دوائیں

(رجسٹری شدہ)

محافظ اٹھرا گولیاں

(رجسٹرڈ شدہ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں یا مردہ پیدا ہوتے ہیں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکبر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہوکر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۵ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

حب رحمانی

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ عام بدن کی کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد۔ ان کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ خون پیدا کرتے ہوئے آدمی کو چست و توانا بناکر رنگ سرخ کرتی ہیں۔ دماغ کا خاص علاج۔ قیمت ۴۰ گولی عہ

سرمہ نور افزاء

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ سرمہ کمزوری نظر۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے۔ خارش چشم آنکھوں سے پانی آنا۔ سفید اور رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ شروع موتیابند۔ نظر کا دن بدن کمزور ہونا۔ ان بیماریوں کے لئے یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ تندرستی میں اس کا استعمال نظر کو بڑھاتا ہے۔ اور کمزوری سے محفوظ رکھتا ہے۔ تجربہ شرط ہے آزمالیں۔ قیمت فی تولہ عہ

المشتہر

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(اشتہارات)

دولتمند ہونے کا موقعہ

دس روپیہ اجرت سے گلیسرین پیئر سوپ کی ٹکیہ بنانے کی مشین بھی مفت۔ اگر غلط ثابت ہو۔ تو آپ بذریعہ عدالت مجھ سے حرجانہ وصول کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص جھوٹے اشتہار بازوں سے نقصان خوردہ یہ خیال کرے۔ کہ دس روپیہ کے واسطے کون عدالت میں تکلیف اٹھائیگا اس کا جواب یہ ہے۔ کہ دس روپیہ کا دعوےٰ نہ کرو۔ بلکہ پانچ سو روپیہ حرجانہ کا دعوےٰ کرنے کا آپ کو ہمارے قلمی اقرار نامہ سے ذریعہ حق حاصل ہوگا۔ جو وی پی کے ہمراہ ہم روانہ کریں گے۔ یعنی آپ ہم سے صابون بنانا سیکھ لیجئے۔ ۵۰ قسم کا انگریزی اور دیسی صابون بذریعہ تحریر ہم ذمہ واری کے ساتھ آپ کو سکھائینگے اور اس کے ہمراہ گلیسرین پیئر سوپ کے مانند صابون کی ٹکیہ بنانے کی مشین مفت نذر کی جائیگی۔ اگر مشین پر انگریزی ہندی یا گورمکھی۔ گجراتی۔ مرہٹی اردو یا اور کسی زبان میں نام اور پتہ کھدوانا آپ کندہ کرانا چاہینگے۔ تو اس کی تین روپیہ علیحدہ اجرت ہوگی اور وی پی کے ہمراہ اگر حسب ذیل مضمون ہمارا قلمی دستخطی اقرار نامہ وصول نہ ہو۔ تو وی پی واپس کر دو۔

اقرار نامہ کا مضمون میں فلاں شخص کو صابون سکھانے کا ذمہ لیتا ہوں۔ اگر بذریعہ تحریر ۵۰ قسم کا انگریزی دیسی مروجہ تمام صابون نہ سکھا سکا۔ یا اس میں دوگنا منافع نہ ہوا۔ یا پانچ سو روپیہ ماہوار کما یہ صاحب تنہا صابون نہ بنا سکے یا ہماری صابون کی مشین میں ایک اونس سے ۱۲ اونس تک وزن کی ٹکیہ نہ بن سکی۔ تو یہ صاحب پانچ سو روپیہ حرجانہ بذریعہ عدالت ہم سے وصول کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ تحریر لکھدی کہ سند رہے۔ اور وقت ضرورت کام آئے۔

ہر مشین پر خریدار کا نام کندہ کیا جاتا ہے وہ مشین اگر واپس آ جائے۔ تو دوسرے کے کام کی نہیں رہتی۔ اس لئے درخواست کے ہمراہ چار روپیہ پیشگی وصول ہونے پر تعمیل ہوگی۔ ہم ۱۹ سال سے یہ کام کرتے ہیں۔ ہمارے پاس احمدی غیر احمدی۔ ہندو۔ عیسائی۔ آریوں غرضیکہ ہر قوم کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ جو ہم سے کام سیکھ کر نہایت فارغ البالی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ سرٹیفکیٹ دیکھنا چاہو۔ تو ۱ر کا ٹکٹ بھیج کر طلب کرو۔

المشتہر

ڈاکٹر شفیع احمد پی ایچ ڈی چاندنی چوک دہلی

خوشخبری

احمدیہ نوٹ بک (۱) امسال جلسہ سالانہ پر حسب ذیل خوبیوں والی جیبی سائز پر احمدیہ نوٹ بک شائع کی گئی ہے۔ ۱ ڈھائی ہزار دلائل و حوالجات کا مجموعہ ہے۔ ۲ ۵۳ مضامین پر مبسوط بحث کی گئی ہے۔ جن میں ۲۲ مضامین ایسے ہیں۔ کہ کسی پاکٹ سائز کتاب میں بھی ان کے متعلق اشارہ تک نہیں۔ ۳ ایک صاحب تجربہ مبلغ و مناظر کی تصنیف ہے ۴ وہی دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ جن کو جلیل القدر احمدی علماء کرام نے اپنے مباحثات میں کئی دفعہ پیش کیا ہے۔ ۵ لکھائی چھپائی بہت عمدہ۔ صاف۔ پڑھا اور کم علم سو دو یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۶ پانچسو صفحہ کی کتاب ۱۲ر مجلد عہ ۷ ہر ایک دلیل پر مخالفوں کی طرف سے جو جو اعتراض ہوتے ہیں۔ ان کے جوابات بھی ساتھ دیئے گئے ہیں ۸ حوالجات نہایت صحیح ہیں۔ آسانی کے ساتھ اصل کتاب سے نکل سکتے ہیں۔ زیادہ تفصیل کے لئے الفضل ۸۱ ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء ملاحظہ ہو۔ کیا ان خوبیوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ کو خریدنے اور لوگوں کو ترغیب دینے میں تامل ہو سکتا ہے۔ اگر ناپسند ہو تو منگوانے کے بعد قیمت واپس لے لیں۔ مجلد عہ کو وی پی ہوگی۔ غیر مجلد ۱۲ر کو لیکن اگر غیر مستطیع احباب لفافہ میں عہ یا ۱۲ر کے ٹکٹ بھیج دیں۔ تو مجلد یا غیر مجلد دونو ۸ر رعایت سے پہنچ جاوینگی۔

حمائل شریف بطرز یسرنا القرآن

(۲) قادیان میں سب سے پہلی نہایت خوشخط۔ خوبصورت۔ زرد و سفید ہر دو اعلیٰ کاغذوں پر چھپ گئی ہے۔ سائز خوبصورت خوشنما۔ حجم پون انچ۔ بلا جلد کاغذ زرد قیمت عہ سفید کاغذ عہ مجلد پارچہ مع سنہری نام عہ و ۱۲ر علی الترتیب۔ اگر چمڑے کی جلد مطلوب ہو۔ تو دیسی چمڑا کی مع سنہری کونوں اور بیل کے قبضہ کے مع سنہری نام و سنہری کام کاغذ زرد ۱۲ر سفید ہے کو ملیگی۔ ولائتی چمڑے کی سنہری جلد للعہ سے لے روپے تک حسب خواہش طیار ہوگی۔ مع بکس برائے حفاظت۔ اگر کوئی صاحب اپنا نام بھی لکھوانا چاہیں۔ تو ۸ر زائد دینے ہونگے۔

الذکر گھر بیٹھے نماز با ترجمہ سیکھنے کے لئے خوبصورت خوشخط کاغذ زرد۔ قیمت ۲ر

خاکسار ان

محمد اسمٰعیل محمد عبد اللہ تاجران کتب جلد سازان قادیان

ولایت کی نئی کاریگری

ایک دن میں تین شکلیں بدلنے والی

کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپیہ کی چوڑیاں بنوا کر ان کے سامنے رکھ دو۔ پھر دیکھو کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں تجربہ کار سنار بھی یکایک نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں۔ جہاں دکھائیے انہیں کوئی دو سو روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ کسا ہو۔ تیزاب۔ کسوٹی پر لگا ہو۔ سونے ہی کا کس آئے گا۔ ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھیئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے۔ وہ چار الگ ہو جائیں۔ تو پھول پتی معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب مل گئیں۔ تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب الگ ہو جائیں۔ تو لہریہ پڑ جاتا ہے۔ ان کو پہن کر عورتیں اگر عورتوں میں بیٹھیں تو وہ عورتیں جو دن رات سونا چاندی پہنتی ہیں انہیں دیکھ کر دنگ رہ جائینگی۔ اور کہیں گی۔ ہمیں بھی منگا دو۔ سب کی نظروں پر نہ چڑھے یہ تو بات نہیں۔ ایک رنگ ان چوڑیوں کا ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ مع ڈبیہ ہیں جو اتر جاتے ہیں۔ قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیوں کا دام ہر۔ چار سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت۔ فرمائش کے ساتھ ناپ آنا ضروری ہے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ایس۔ اے اصغر اینڈ کو۔ ٹمیا محل دہلی

بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنانے

اور ان کی بخار کھانسی۔ ہیضہ۔ دودھ ڈالنا۔ دست ہونا پسلی چلنا پیٹ پھولنا۔ شکل کر پہچانہ نہ ہونا وغیرہ ہر ایک بیماری کو دور کرنے کے لئے

حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ سے رجسٹری کی ہوئی

بال جیون گھٹی

رجسٹرڈ قیمت ۸ر

ایک مشہور بچوں کی سو دیشی اجرت صفت دوا ہے۔ اسکو بچہ اور والدین دونوں خوش ہو کر پی لیتے ہیں۔ اگر یہ گھٹی اچھے بھلے بچے کو پلا دی جایا کرے تو بچہ ہمیشہ تندرست رہیگا۔ اور کبھی کوئی بیماری اسکے پاس نہ پھٹکیگی۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک ایک شیشی ۷ر دوکانداروں اور ایجنٹوں کو ایک درجن شیشی یعنی ایک درجن کی قیمت ۴ ۱۲ر محصول ڈاک اشتہارات و سائن بورڈ ہمراہ پارسل مفت۔ فروخت نہ ہونے پر واپسی کی شرط

بازاروں میں دیسی انگریزی دوا فروشوں سے خرید و اگر کہیں نہ ملے تو

بال جیون گھٹی کاریالیہ علی گڑھ شہر سے منگاؤ

مفت لو۔ اس ادارہ کی طرف سے تندرست بچوں کے نام بھیجئے ہر ماہ تحفہ بھیجا جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممالک غیر کی خبریں

خبر ہے۔ کہ حکومت شرق اردن کے رئیس حسن خالد پاشا بنائے گئے ہیں۔ اس کے قبل بھی آپ دو دفعہ رئیس ہو چکے ہیں۔ ملکی خدمات کے متعلق ان سے بہترین امید کی جاتی ہے آپ امیر عبداللہ اور برطانیہ کے نمائندے کے معتمد علیہ ہیں ٭

فتی العرب ۱۶ رمحرم نے فلسطین کے ذریعہ سے یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ شریف حسین سابق شاہ حجاز کا قبرص میں انتقال ہو گیا۔ مگر اخبار مذکور اسی کے ساتھ یہ بھی لکھتا ہے کہ دوسرے ذرائع سے اب تک اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی ٭

بغداد۔ ۱۰ راگست۔ آج وزیر اعظم عبدالمحسن بیگ جس وقت اپنے محل سے دفتر جا رہے تھے۔ تو محکمہ کسٹم کے حلمی نامی ایک کلرک نے ان پر حملہ کر دیا۔ حلمی نے استرے سے وزیر موصوف پر حملہ کیا۔ اور ان کے رخساروں، پیشانی اور ایک بازو کو زخمی کیا۔ وزیر اعظم کے ڈرائیور نے فوراً پستول نکال کر حملہ آور کو مارنا چاہا۔ لیکن وزیر اعظم نے مداخلت کی اور پستول چلانے نہیں دیا۔ اس طرح سے مزید حملہ سے وزیر اعظم کو ڈرائیور نے بچایا۔ حلمی کو گرفتار کر لیا گیا ہے ٭

پیرس ۹ راگست۔ ایجنٹ جنرل تاوان نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۳۱ر جولائی کو جرمنی نے حسب تعین ڈاؤس اسکیم تاوان کی دوسری قسط میں نو کروڑ ۳۰ لاکھ ۲۳ ہزار طلائی مارک ادا کر دیئے ہیں۔ جن میں سے ۴ کروڑ ۳۳ لاکھ ۹۳ ہزار بحصہ فرانس ایک کروڑ ۴۷ لاکھ ۱۲ ہزار بحصہ برطانیہ آئے ہیں۔ اس وقت تک برطانیہ کو ۸۹ کروڑ ۸ لاکھ ۸۲ ہزار اور فرانس کو ۸۸ کروڑ ۳۸ لاکھ ۳۰ ہزار طلائی مارک مل چکے ہیں ٭

میکسیکو ۱۰ راگست۔ آرچ بشپ روزی فونز شکیین سے یہاں آئے ہیں۔ انہوں نے بتلایا ہے۔ کہ دو پادری نیس رضا کار کارکن یکم و ۲ راگست کو فوجی حکام نے پھانسی دیدیئے ہیں ان پر یہ الزام تھا۔ کہ مذہب کے متعلق نئے قواعد کے خلاف اظہار ناراضگی کی تحریک کے وہ سرغنہ تھے۔ آرچ بشپ نے یہ بھی کہا۔ زدہا دیں سارا دن کیتھولک فرقہ اور حکام کے درمیان کلیساؤں کی تولیگی کے سوال پر لڑائی ہوتی رہی۔ جس میں پچاس کس ہلاک ہوئے ٭

نیویارک ۱۲ راگست۔ غیر جانبدار رہنے کے فیصلہ کے مطابق مسٹر کولج پریذیڈنٹ امریکہ نے میکسیکو کی مذہبی جنگ میں دخل دینے سے انکار کر دیا ہے ٭

یروشلم۔ ۹ راگست۔ عربی ذرائع کی خبریں مظہر ہیں۔ کہ فرانس کے اس فوجی دستہ کا عربوں نے جو محاصرہ کر رکھا تھا۔ جو سوید اسے تنبیہ جا رہا تھا۔ وہ ختم ہو گیا۔ لیکن فرانس کے نقصانات کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ صرف چند سپاہی جو بچ سکے سویدا پہنچے ہیں ٭

قسطنطنیہ۔ ۱۲ راگست۔ پولیس نے غیر ملکی ایوان ہائے تجارت کو حکم دیا ہے۔ کہ فوراً اپنے کام بند کر دیں۔ اس ممانعت کا اندیشہ کچھ عرصہ سے تھا۔ لیکن خیال یہی تھا۔ کہ وہ کبھی نافذ نہ کی جائے گی۔ کیونکہ حکومت اس بات پر غور کر رہی تھی۔ کہ آیا ترکی قوانین کا غیر ملکی ایوان ہائے تجارت پر نفاذ کرے یا بین الاقوامی ذمہ داریوں کے مطابق انہیں اپنے کام کرنے کی اجازت دے۔

رگبی ۱۲ راگست۔ مسٹر الین کا ہیم جس وقت تیرہ ہزار میل کی پرواز کا سفر پورا کر کے کل بندرگاہ سڈنی پہنچے۔ تو ان کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔ آپ غالباً ایک ہفتہ وہاں قیام کرنے کے بعد ملبورن روانہ ہو جائیں گے۔ جہاں ایک طرف کا سفر ختم ہو جاتا ہے ٭

رگبی ۱۳ راگست۔ لارڈ لائڈ ہائی کمشنر مصر جو آج کل رخصت پر اپنے وطن آئے ہوئے ہیں۔ مع لیڈی لائڈ اور اپنے صاحبزادے کے موٹر میں جا رہے تھے۔ کہ موٹر الٹ گئی۔ لارڈ لائڈ موٹر خود چلا رہے تھے۔ گاڑی جس وقت انورنس ہائی سکاٹ لینڈ پہنچی تو سڑک پر ایک شخص آ گیا۔ آپ نے اسے بچانے کے لئے موٹر موڑنی چاہی۔ کہ یکایک دیوار سے ٹکرا کر الٹ گئی۔ اور سب لوگ نیچے آ گئے۔ تینوں آدمیوں کے زخم آئے۔ ایک مقامی شفاخانہ میں زخم پٹی کے بعد اس قابل ہوئے کہ گھر واپس جائیں ٭

کیپ ٹاؤن ۱۰ راگست۔ جنوب مغربی افریقہ کی عدالت نے اپنا فیصلہ دیدیا۔ کہ سابق قیصر جرمنی کا ان دو فارموں پر اب کوئی حق نہیں ہے۔ جو عہد نامہ ورسے کی رو سے ضبط کر لئے گئے تھے۔ قیصر جرمنی کا دعویٰ تھا۔ کہ یہ دونو فارم انہیں واپس ملنے چاہئیں۔ کیونکہ یہ جائداد خاندان ہوہنزولرن کی تھی۔ اور اس پر عہد نامہ کی دفعات کا نفاذ نہیں ہو سکتا ٭

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ ۱۱ راگست۔ آج سہ پہر کو عدالت عالیہ کلکتہ کی پوری بنچ نے اس معاملہ کا فیصلہ کر دیا۔ کہ آیا پولیس کسی ملزم کو تحقیقات کی غرض سے غیر متعینہ مدت تک حوالات میں رکھ سکتی ہے۔ یا نہیں۔ قائم مقام چیف جسٹس کی رائے کے ساتھ دوسرے ججوں نے اتفاق کیا۔ اور حکم دیا گیا۔ کہ گرفتار شدہ ملزم رہا کر دیا جائے

"باریسال ہتیشی" میں ایک عجیب خبر شائع ہوئی ہے۔ جس میں عبدالمطلق نے اپنی سوتیلی بہن کے خاوند پر یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ اس نے اس کی ماں یعنی اپنی ساس سے نکاح کر کے گھر سے بہت سا مال و متاع نکال لیا۔ اس واقعہ سے باریسال میں سنسنی پھیل گئی ہے ٭

کلکتہ ۱۱ راگست۔ معاصر "سٹیٹسمین" خیال ظاہر کرتا ہے۔ کہ مدن موہن مالویہ جی کے داخلہ کلکتہ پر قانون حسب ذیل وجوہات سے گرفتاری کی اجازت نہیں دیتا تھا دفعہ ۱۴۴ کے نافذ کردہ حکم کی خلاف ورزی کا علاج فقط زیر دفعہ ۱۸۸ تعزیرات ہند کارروائی کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ مگر زیر دفعہ ۱۸۸ سرزد شدہ جرم کے متعلق ان امور کا ہونا لازمی ہے (۱) دفعہ ۱۴۴ کے حکم کے اجرا کا علم۔ (۲) اس کی نافرمانی (۳) اس کا ثبوت کہ نافرمانی سے نقصان ہوا یا ہونے کا امکان ہے۔ اس لئے مجسٹریٹ کے لئے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی صورت میں پنڈت مدن موہن مالویہ کو گرفتار کر کے کلکتہ بدر کرنا علاج نہیں تھا۔ بلکہ وہ یہ سمجھے۔ کہ جرم سرزد شدہ سے دفعہ ۱۸۸ تعزیرات ہند کی تینوں لازمی شرطیں پوری ہوتی ہیں۔ تو وہ فوجداری مقدمہ چلا سکتا تھا۔ پنڈت جی مختار تھے۔ کہ کلکتہ ہائیکورٹ اس حکم پر نظر ثانی کئے جانے کی درخواست کرتے ٭

بنگلور ۱۱ راگست۔ حکومت میسور نے آج اس کمیٹی کے تقرر کا اعلان کر دیا ہے۔ جو اس بات پر غور کریگی۔ آیا میسور میں گئو کشی کو روکنے کے متعلق کوئی قانون بنانا مناسب ہے یا نہیں۔ یہ کمیٹی دو مسلمانوں دو عیسائیوں اور پانچ ہندوؤں پر مشتمل ہے۔ یہ کمیٹی مذہبی سوشل اور اقتصادی تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر شہادتیں لیگی۔ اور پھر حکومت کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کریگی ٭

دہلی ۱۰ راگست۔ سوامی شردھانند اور چند دیگر ہندو لیڈروں کے خلاف سمن بدیں وجہ جاری کئے گئے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک مسلمان عورت کو جبراً ہندو کیا تھا۔

"ضیافت پنچ" لاہور کے دفتر اور جس پریس میں وہ چھپتا ہے اس کی تلاشی ۱۰ راگست کو افسران پولیس نے لی۔ کہا جاتا ہے۔ یہ تلاشی قابل اعتراض کارٹون کے سلسلہ میں ہے۔ جو اس نے پنڈت مدن موہن مالوی اور جان بل کا شائع کیا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ اس کی بنا پر پنجاب گورنمنٹ اس اخبار پر مقدمہ چلائے گی ٭

کلکتہ ۱۱ راگست۔ اخبار "سٹیٹسمین" کے لنڈنی نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ارل ونٹرٹن نائب وزیر ہند آئندہ موسم سرما میں ہندوستان تشریف لائیں گے ٭

۲۹۲

ایڈیٹر و پرنٹر پبلشر روزانہ "زمیندار" کے خلاف زیر دفعہ تعزیرات ہند دوائی کا ایک فحش اشتہار شائع کرنے کی وجہ سے مقدمہ چل رہا تھا۔ ملزم نے اقبال جرم کیا۔ اور معافی مانگ لی۔ مگر مجسٹریٹ نے جرم کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ملزم کو مجرم قرار دیکر ایک سو روپیہ جرمانہ یا بعدم ادائے جرمانہ ایک ہفتہ کی قید کی سزا دی ٭

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)